اے۔بی۔سی (آڈٹ بیورو آف سرکولیشن) کی مصدقہ اشاعت

لہ دعوۃ الحق

قرآن وسنت کی تعلیمات کا علمبردار

فون نمبر				
رہائش	۲		جلد نمبر	۲۱
دارالعلوم	۴		شمارہ نمبر	۷
الحق	۴۰	ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک	رجب	۱۴۰۶ھ
			اپریل	۱۹۸۶ء

مدیر —— سمیع الحق

اس شمارہ میں

بدل اشتراک

پاکستان میں	۴۰/- روپے	بیرون ملک	بحری ڈاک	چھ پونڈ
فی پرچہ	چار روپے	بیرون ملک	ہوائی ڈاک	دس پونڈ

★

استاد دارالعلوم حقانیہ مولانا سمیع الحق نے منظور عام پریس پشاور سے چھپوا کر دفتر الحق دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک سے شائع کیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نقشِ آغاز —— شریعت بل ——

★ تحریکِ نفاذِ شریعت کا آغاز

★ قائدِ تحریک شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہٗ کے ارشادات

تاریخِ انسانیت گواہ ہے کہ علومِ نبوت کے ورثاء، مشائخِ عظام، فضلاء کرام اور علماء حق نے ہر دور میں ظلمت کدۂ جہالت میں شمعِ حق فروزاں رکھی اور اسلام کی شان کو بلند رکھا۔ انہی کے مساعی، بروقت رہنمائی، بے لوث قیادت و شجاعت سے چمنستانِ دعوت و عزیمت کی رونقیں قائم ہیں —— اربابِ عزیمت اور حق پرست علماء کے اس لازوال کردار کو تاریخی تسلسل حاصل ہے۔ ماحول اور سوسائٹی کی نامساعدت اور نازک سے نازک حالات بھی انہیں جادۂ حق اور اعلاءِ کلمۃ الحق کے فریضہ کی ادائیگی سے نہ روک سکے۔

اب جبکہ مملکتِ خداداد پاکستان ایک خطرناک، نازک ترین اور فیصلہ کن مرحلہ سے گذر رہی ہے۔ سرحدات پر خطرات کے بادل منڈلا رہے ہیں۔ غیر ملکی اشاروں پر مفاد پرست عناصر آخری کھیل کھیلنے کا فیصلہ کر چکے ہیں، اربابِ اقتدار نفاذِ شریعت بل کی منظوری و نفاذ میں منافقت اور حد درجہ بزدلی کا مظاہرہ کر کے تاخیری حربے استعمال کر رہے ہیں۔ ادھر عیاش اور فحاش طبقہ کھلم کھلا شریعت بل کے خلاف جلسے جلوس، ہنگامے کر کے حکومت پر دباؤ ڈال رہے ہیں۔ ایران کے اشاروں پر خمینیت کے علمبرداروں نے شریعت بل کے خلاف تحریک چلانے اور لکھنؤ ایجی ٹیشن کی یاد تازہ کر دینے کی دھمکی دے دی ہے۔ حیرت اس پر ہے کہ بعض مذہبی جماعتوں نے بھی شریعت بل کو لادینی جمہوریت اور مغربی سیاست کے سیاہ چشموں سے دیکھا اور ایک روشن حقیقت بھی انہیں تاریک نظر آئی ؂

نہیں غم کہ دشمن ہے سارا زمانہ
مگر آہ کہ تم نے بھی اپنا نہ جانا

دوسری طرف وہ ظالم اور لادینی قوتیں جنہیں پوری قوم نے ۱۹۷۷ء میں بے مثال اور زبردست قربانیاں دیکر مسترد کر دیا تھا، سوشلزم کا دہی عفریت ایک نئے رنگ ڈھنگ، نئے جوش و جذبہ نئی للکار اور پکار کے ساتھ میدان میں آ کودا ہے۔ ؏ اگرچہ پیر ہے مومن جواں ہیں لات و منات

ایسے حالات میں انقلاب برائے اسلام کی بجائے۔ محض مغربی جمہوریت کی بحالی اور محض انقلاب کی خاطر ایجی ٹیشن، پیشاب کو شراب سے دھونے کے مترادف ہے اور اپنے ہاتھوں ملک کو تباہی کی اتھاہ گہرائیوں میں

دھکیلنا ہے۔

ملک اسلام کے نام پر قائم ہوا، جمہور مسلمانوں کا مطالبہ بھی نفاذِ اسلام کا ہے لہٰذا ایسے حالات میں اہلِ اسلام بالخصوص علماءِ امت اور مذہبی جماعتوں کا یہ فرض ہے کہ وہ جماعتی اور گروہی تعصب سے بالاتر ہوکر صرف اور صرف نفاذِ شریعت کی تحریک چلائیں۔ بمقتضائے حدیث بحری قذاقوں کی سرکوبی کیلئے کشتی کے چھت پر مورچہ بندی کے بجائے اس دشمن پر نظر رکھنا ضروری ہے جس نے کشتی کے نیچے سے تختہ نکال کر سوراخ کر دیا ہے اگر ادھر توجہ نہ کی گئی تو بحری قذاقوں کی تاک میں رہنے والے لقمۂ اجل بن جائیں گے۔

الحمدللہ کہ جمعیۃ علماء اسلام جو حضرت شاہ ولی اللہ اور شاہ عبدالعزیز کے علوم و افکار کی ترجمان سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسمٰعیل شہیدؒ کی قربانیوں کی امین مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے عزم اور ولولۂ جہاد کی محافظ، شیخ الہند مولانا محمود الحسن اور بطلِ جلیل مولانا سید حسین احمد مدنی، حکیم الامت حضرت تھانویؒ شیخ التفسیر حضرت لاہوریؒ، شیخ الاسلام حضرت عثمانیؒ، امیر شریعت سید عطاء اللہ بخاریؒ اور حضرت مولانا مفتی محمودؒ کی وراثت اور عظمتوں کی حامل جماعت ہے، دین کی حفاظت، واشاعت، اور حریم اسلام کی حراست اور مدافعت میں کسی غفلت و مداہنت اور حالات کے دھارے میں بہہ جانے کی بجائے دینی و ملکی حالات کے ہر گوشہ پر جامع اور ہمہ گیر انداز میں مخلصانہ اور اجتماعی سوچ و بچار کے بعد میدانِ عمل میں مصروفِ کار ہے۔ حافظ الحدیث حضرت مولانا عبداللہ درخواستی مدظلہٗ اور شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب دامت برکاتہم اس جماعت کے رہنما و سرپرست ہیں۔

برصغیر کی پارلیمانی تاریخ میں صرف اور صرف جمعیۃ علماء اسلام ہی کو یہ شرف حاصل ہے کہ اس کے پارلیمانی قائد مولانا سمیع الحق صاحب اور قاضی عبداللطیف صاحب کی طرف سے ایوانِ بالا سینیٹ میں نظامِ شریعت کے مکمل نفاذ کے سلسلہ میں ایک جامع آئینی خاکہ "شریعت بل" کے نام سے پیش کر دیا گیا۔ جسے ایوان نے بطور ایجنڈا کے منظور کر لیا ہے۔ مگر حکومت نے تاخیری حربوں اور منافقانہ رویے کی وجہ سے اسے تین ماہ کیلئے مشتہر کر دیا ہے بظاہر یہ مرحلہ اہلِ اسلام کیلئے حیرت انگیز اور مایوس کن تھا۔ مگر قدرت کو اس کے ذریعہ کچھ اور ہی منظور تھا۔ شریعت بل کی حمایت میں کراچی سے خیبر تک عظیم تحریک چلی اہلِ اسلام نے پھر سے نظامِ اسلام سے مضبوط وابستگی کا اظہار کیا، خوابیدہ جذبات بیدار ہوئے ولولے تازہ ہو گئے اور یاس و قنوط کے بادل چھٹ گئے۔ اربابِ اقتدار اہلِ ہویٰ والحاد روسی امریکی ایجنٹوں، عیاش و فحاش اور لادین عناصر کی آنکھیں اس وقت چندھیا گئیں دینی زوال و اندلس کا خواب دیکھنے والے حواس باختہ ہو گئے جب یادگار سلف محدث کبیر قائد تحریک نفاذ شریعت شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدظلہٗ نے پیرانہ سالی، ضعف و نقاہت کے باوجود صوبہ سرحد میں ڈویژنوں کی سطح پر

حقانی فضلاء اور علماء کنونشن بلائے ، انہیں احساسِ ذمہ داری اور فرضِ منصبی یاد دلایا۔ جبکہ اس سے قبل حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کے مشورہ سے شریعت بل کے محرک مولانا سمیع الحق نے ضلع دیر کے علماء بالخصوص دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء سے ملنے اور تحریک نفاذِ شریعت کیلئے فضاء ہموار کرنے کے سلسلہ میں سہ روزہ پروگرام بنایا وہاں کے مشائخ علماء اور فضلاء کے خصوصی اجتماعات اور کئی ایک مرکزی مقامات پر جلسہ ہائے عام سے خطاب بھی فرمایا ضلع دیر میں پھیلے ہوئے دارالعلوم کے تین سو فضلاء کیلئے مولانا سمیع الحق کی تشریف آوری نعمتِ غیر مترقبہ تھی اس لیے انہوں نے ہر جگہ آپ کا شایانِ شان استقبال کیا اور پروگراموں کی ترتیب میں زیادہ سے زیادہ استفادہ کو ملحوظ رکھا۔

ادھر کراچی کے اکابر علماء جمعیۃ علماء اسلام کے رہنما ، بالخصوص وہاں پھیلے ہوئے دارالعلوم کے سینکڑوں فضلاء کے شدید اصرار و مطالبہ پر مولانا سمیع الحق نے ۱۶ اپریل سے ۲۲ اپریل تک کا وقت کراچی ، حیدرآباد اور میرپور خاص کیلئے دیدیا۔ چنانچہ وہاں بھی آپ کے پروگرام کو زیادہ سے زیادہ نافع بنانے کیلئے علماء اور وکلاء کے خصوصی اجتماعات کے علاوہ کثرت سے اجتماعات کے پروگرام بنائے گئے جگہ جگہ پرخلوص اور والہانہ استقبال ہوئے خصوصی اجتماعات و خطابات کے علاوہ اہم مرکزی مقامات پر جلسہ ہائے عام کئے گئے ۔ بحمداللہ کراچی کے علماء بالخصوص دارالعلوم کے فضلاء جمعیۃ علماء اسلام اور سوادِ اعظم اہلِ سنت کے بزرگوں کی سرپرستی اور مخلص کارکنوں کی زبردست محنت سے ساڑھے پانچ لاکھ افراد نے شریعت بل کی حمایت میں فارم پر کئے جنہیں پندرہ پیٹیوں میں بند کر کے وہاں کے علماء کے ایک وفد نے مولانا سمیع الحق کی قیادت میں سینٹ کے چیئرمین کے حوالے کر دیے ، کراچی میں مولانا سمیع الحق کی تحریکِ نفاذِ شریعت کے سلسلہ میں ہفتہ بھر کی مساعی اور پروگرام کارروائی اور تقاریر کراچی کے اخبارات تفصیل سے شائع کرتے رہے ۔ اس دوران حیدرآباد کے استقبالیہ میں بھی شرکت کی اور میرپور خاص بھی گئے ۔ جہاں ان کی نہایت پرتپاک پذیرائی کی گئی اور کئی پروگرام ترتیب دئے گئے تھے ۔ ادھر خود شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ سب سے پہلے ۱۰ اپریل کو ہزارہ ڈویژن کی سطح پر علماء کنونشن کیلئے مانسہرہ تشریف لے گئے ۱۳ اپریل کو مردان ۱۶ اپریل کو بنوں اور ۲۷ اپریل کو پشاور کے علماء کنونشن میں شرکت فرمائی ۔ ہر جگہ ہزاروں علماء دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء ، دیندار مسلمانوں اور جمعیۃ علماء اسلام کے مخلص کارکنوں نے حضرت مدظلہ کا زبردست اور شاندار استقبال کیا ۔ موٹروں ، بسوں ، ویگنوں ، سوزوکیوں ، کاروں اور سکوٹروں کے میلوں لمبے جلوس نکالے ، سب سے پہلا پروگرام مانسہرہ کا تھا جہاں کا استقبالی جلوس اور علماء کا عظیم اجتماع تاریخی تھا ۔ کنونشن میں اولاً شریعت بل کے محرک مولانا سمیع الحق نے ملکی حالات ، سیاسی صورتِ حال ، جماعتی پروگرام علماء کی ذمہ داریاں ، نازک ترین حالات میں محتاط لائحہ عمل اور تحریکِ نفاذِ شریعت دا ہمیت پر بصیرت افروز خطاب فرمایا ۔ ان کے بعد جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی رہنما مولانا محمد اجمل خان کی ولولہ انگیز تقریر سے جذب و شوق اور جذبہ

جہاد و حریت کا زبردست سماں بندھا مولانا نے حضرت شیخ الحدیث مدظلہٗ کی اس ضعف و نقاہت اور پیرانہ سالی
میں ہزارہ کے سنگلاخ پہاڑی علاقہ میں تشریف آوری کو قدرت کے غیبی اور تکوینی امور سے دینِ الٰہی کی غیبی نصرت قرار
دیا اور اس موقعہ کو غنیمت سمجھتے ہوئے حضرت شیخ الحدیث مدظلہٗ کے دستِ حق پرست پر نفاذِ شریعت کیلئے بیعت
کرنے کی تجویز پیش کی ہزاروں علماء نے فوراً تائید کی اور بیعت کیلئے بڑے پرخلوص اور والہانہ انداز میں لپک پڑے
چنانچہ اخباری اطلاع کے مطابق ہزارہ ڈویژن کے تین ہزار علماء نے تحریکِ نفاذِ شریعت کیلئے آپ کے دستِ
حق پرست پر بیعت کی اور آپ کو قائد شریعت کا خطاب دیا۔ ۱۳ اپریل کو مردان کے علماء کنونشن میں ڈیڑھ ہزار
اور ۱۶ اپریل کو بنوں کے علماء کنونشن میں ۵ ہزار علماء کرام نے نفاذِ شریعت کیلئے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

۲۷ اپریل کو پشاور میں صوبہ سرحد کے مختلف اضلاع سے آئے ہوئے اکابر و مشائخ، سینکڑوں علماء اور
دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء صوبائی علماء کنونشن میں شریک ہوئے۔ شریعت بل منوانے، نفاذِ شریعت کی پرزور تحریک
چلانے اور نظامِ شریعت کی بالادستی کی خاطر ہر قسم کی قربانیاں دینے کا عزم کیا اور حضرت شیخ الحدیث مدظلہٗ کی قیادت
میں جہادِ مسلسل کی خاطر آپ کے دستِ حق پرست پر بیعت بھی کی۔

ان اجتماعات میں حضرت شیخ الحدیث مدظلہٗ کے مختصر خطاب کے کچھ ضروری حصے اگلے صفحات میں نذرِ
قارئین ہیں۔ امید ہے الحق کے ذریعہ مستفید ہونے والے تمام علماء بالخصوص ملک و بیرونِ ملک پھیلے ہوئے فضلاء
حقانیہ بھی ان ارشادات کا اپنے آپ کو مخاطب سمجھیں گے۔ اور اجتماعی و تنظیمی میدان میں حضرت شیخ الحدیث مدظلہٗ
حضرت درخواستی مدظلہٗ اور دیگر اکابر علماء و مشائخ کے مسلک پر مضبوطی سے گامزن رہیں گے۔

★

ضبط و ترتیب : مولانا عبدالقیوم حقانی

پیر شریعت حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ، کے

ارشادات

تحریک نفاذ شریعت کا آغاز

علماء کنونشن مانسہرہ جامع مسجد ناڑی

۱۰ اپریل ۱۹۸۶ء

بعد الخطبہ

محترم بزرگو اور دوستو !

آج آپ کی خدمت میں حاضری کی سعادت اور ملاقات کا شرف حاصل ہو رہا ہے۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ میں چلنے پھرنے کا نہیں، اٹھنے بیٹھنے کا نہیں، بات کرنے کی بھی طاقت نہیں، ہر لحاظ سے ضعف اور کمزوری ہے۔ ومن نعمرہ ننکسہ فی الخلق۔ والا معاملہ بن گیا ہے۔ مگر اس کے باوجود حاضر خدمت ہوا ہوں کہ آج اہالیان پاکستان اور نو کروڑ اہل اسلام کے امتحان کا وقت ہے کہ اہل اسلام کیا چاہتے ہیں ؟ سیکولرازم چاہتے ہیں، سوشلزم چاہتے ہیں، دہریت چاہتے ہیں۔ یا پھر دین اسلام چاہتے ہیں اور اس کے مکمل نفاذ اور بقاء تحفظ کیلئے خود کو بھی اور اپنے سب کچھ کو قربان کر دینا چاہتے ہیں۔

ریفرنڈم اسلام کے نام پر ہوا، غیر جماعتی انتخابات اسلام کے نام پر ہوئے، ملک اسلام کے نام پر بنا ان حالات اور ایسے پس منظر اور ناقابل تردید حقائق کا تقاضا تو یہ تھا کہ موجودہ حکمران اول روز یہ اعلان کر دیتے کہ ہمارا قانون اسلام ہے۔ ہمارے ملک کا نظام اسلام ہوگا لیکن بدقسمتی سے نئی حکومت کو بھی ایک سال مکمل ہو گیا مگر وہ مسئلہ جس کے لئے ملک بنا تھا جوں کا توں باقی ہے ـــــ مارشل لاء ایک آرڈر سے لگا دیا گیا اور پھر ہٹا دیا گیا، ہنگامی حالات اٹھا دئیے گئے، جمہوریت بحال کر دی گئی۔ آئین میں ترامیم کے بل پاس کر دئیے گئے، سب کچھ ہوا مگر قوم کو کیا ملا، نظریہ پاکستان کی پاسداری کتنی ہوئی، صرف آج ہی نہیں ۳۸ سال سے اسلام کے ساتھ مذاق کیا جا رہا ہے۔ اور آج تک نظام شریعت نافذ نہ ہو سکا۔

اگر مارشل لاء ایک ہی اعلان سے لگ بھی سکتا ہے اور اٹھ بھی سکتا ہے۔ تو اسلام کو کیوں نافذ نہیں کیا جا سکتا۔

اب پھر شریعت بل کو مشتہر کر کے پوچھا جا رہا ہے کہ تم اسلام چاہتے ہو کہ نہیں چاہتے، ایسے تاخیری

تحریروں سے اور ایسے سوالات سے ۹ کروڑ مسلمانوں کو پریشان کیا جارہا ہے۔

• محترم بزرگو! دیکھو! حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ لیکن اگر کسی شخص نے نبوت کا دعویٰ کر دیا اور اس نے اپنے دعویٰ کا اعلان کر دیا۔ کسی مسلمان نے سنا اور مدعی نبوت سے معجزہ اور اسکی نبوت کی صداقت کی دلیل طلب کی تو علماء کہتے ہیں کہ جھوٹے کی نبوت کی دلیل طلب کرنے والا بھی کافر ہوگیا۔ اب حکومت نے پھر سے لوگوں سے استفسار شروع کر دیا کہ اسلام چاہتے ہو یا نہیں اسلام سے چاہت و محبت کا اظہار ہر دور میں ہر حالت میں مسلمانوں پر فرض ہے۔ اب اس معمہ سے پھر سے ۹ کروڑ مسلمان پریشانی میں مبتلا ہو گئے۔

میں اس ضعف اور پیرانہ سالی میں اس لئے گھر سے نکلا ہوں کہ مسلمانوں کو خبردار کر دوں اور ان سے اپیل کروں کہ وہ متحد ہو کر حکومت پر واضح کر دیں کہ ہم صرف اسلام چاہتے نہیں بلکہ اس پر عمل بھی کرتے ہیں اور ملک میں اسکو نافذ بھی کرانا چاہتے ہیں۔ آج یہ مانسہرہ کا نہیں بلکہ تمام پاکستان کا اجتماع ہے۔ اس میں کوہاٹ، بنوں، پشاور لاہور اور کراچی سے بھی نمائندے شریک ہیں۔ میں یہ بات واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ نفاذ شریعت کی تحریک میں غفلت، تساہل اور خاموشی اور مداہنت کا مظاہرہ نہ کیا جائے۔ آپ حضرات نے نفاذ شریعت کیلئے میرے ہاتھ پر بیعت کی اور مجھے یہ عزت بخشی، واقعہ یہ ہے کہ میں اس کا اہل نہیں ہوں۔ تاہم آپ میرے بزرگ ہیں۔ اور میں بزرگوں کا حکم بجا لایا۔ اور اسی کو اپنے لئے سعادت سمجھتا ہوں۔ اب اس کے بعد آپ کا اور تمام مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ کوئی لمحہ ضائع کئے بغیر نفاذ شریعت کی مہم شروع کر دیں، اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے اسلام کو ترجیح دیں۔ اسلام کی دعوت دیں۔ اسلام کا ذکر کریں جیسے سلمان فارسی سے کسی نے کہا کیا نام ہے۔ فرمایا: میرا نام اسلام ہے۔ کہا باپ کا نام کیا ہے۔ فرمایا اسلام، کہا ملک کا نام کیا ہے فرمایا اسلام۔

ہمیں اسلام کے بارے میں کوئی تذبذب نہیں ہے آج جو نعرے لگ رہے ہیں جو خطرناک سیلاب آ رہا ہے۔ وہ اسلام کے خلاف ایک منصوبہ اور سازش ہے۔ آپ سب متحد ہو کر حکومت پر واضح کر دیں کہ صرف اور صرف اسلام چاہتے ہیں۔ آپ حضرات خود علماء ہیں آپ نے میرے ہاتھ پر بیعت کر کے مجھ پر بڑا بوجھ ڈال دیا ہے۔ مگر اب آپ کو بھی ایک وعدہ کرنا ہوگا۔ آپ وعدہ کریں اس کے بعد آپ کی زندگی اسلام کے نفاذ اور اجراء کیلئے وقف ہوگی اور جب تک مکمل نظام اسلام نافذ نہیں ہوجاتا۔ آپ آرام سے نہ بیٹھیں گے۔

بہر حال میں تو ملاقات کیلئے حاضر ہوا تھا۔ اور یہ پیغام دینے کیلئے کہ ہم ملک میں صرف اور صرف نظام اسلام کا نفاذ اور مکمل اجراء چاہتے ہیں۔ اگر یہ واقعہ ہے اور آپ کے بھی یہی جذبات ہیں تو پھر عملی میدان میں کام کرنے کیلئے تیار رہنا چاہئے۔

مردان مدرسہ تحفیظ القرآن ۔ بارہوتی ۔
۱۳ / اپریل ۱۹۸۶ء

محترم بزرگو ! بھائیو ! علماء کرام اور فضلاء عظام ! آپ مجھ ناچیز کے ہاتھ پر بیعت کر رہے ہیں یہ بیعت تحریک نفاذِ اسلام کیلئے ہے اور جب تک ہمارے اندر جان موجود ہے ، روح موجود ہے اس وقت تک ہم نفاذِ اسلام کی تحریک مساعی اور کوششیں جاری رکھیں گے ۔ اور جب تک جسم میں روح موجود ہے جدوجہد جاری رہے گی ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی غلبۂ دین کیلئے صحابہؓ سے بیعت لی تھی ۔ فاستبشروا ببیعکم الذی بایعتم بہ وذلک ھوالفوز العظیم ۔ بیعت ایک عہد ہے ، ایک کوشش ہے ، مسلسل جہاد کا وعدہ ہے ۔ فمن نکث فانما ینکث علی نفسہ فان اللہ غنی حمید ــــ جس نے بھی یہ عہد توڑا وہ گویا تباہی کے گڑھے میں جاگرا اس نے گویا خدا کا عہد توڑا ۔

آپ حضرات خود مشائخ اور علماء کرام ہیں قوم اور ملک وملت کے رہنما ہیں آپ نے مجھے جو یہ عزت دی ہے ۔ میں ہرگز اس کا اہل نہیں یہ آپ حضرات کی مربیانہ شفقت ہے ۔ خدا تعالیٰ ہمیں اس بیعت اور معاہدہ میں صادق اور سچا بنا دے ۔ آمین ہم انشاء اللہ ہر ممکن جانی ، مالی ، بدنی کوشش کریں گے ۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز مجدد اوّل ہیں اور اپنے وقت کے خلیفہ ہیں ۔ فرماتے ہیں ۔ اگر میرے بدن کو ایک ایک عضو کر دیا جائے ، میرے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر دئے جائیں میری بوٹیوں کا قیمہ بنا دیا جائے مگر اس قربانی سے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک سنت زندہ ہو جائے تو یہ قربانی میرے لئے آسان ہے ، اور سعادت ہے ۔ فرمایا میری سلطنت ختم ہو جائے میری زندگی لے لی جائے مگر حضورؐ کی سنت زندہ رہے ۔

فرمایا کہ ہماری اور تمہاری کامیابی یہ ہے شریعت کی بالادستی اور دینِ اسلام کے اجراء کیلئے ہر قربانی دے سکیں ہمارے سامنے لوگ اسلام اسلام کے نعرے لگاتے ہیں ۔ حکومت نے اسلام کا ڈھنڈورا پیٹا مولانا قاضی عبداللطیف اور برخوردارم سمیع الحق نے ایوانِ بالا میں شریعت بل پیش کر دیا مگر اسکی تائید اور شرعی نظام کی حمایت نہ حکومت کر رہی ہے اور نہ سیاسی لیڈر ۔ اسلام کے ٹھیکیدار حکمرانو ! اب یہ صوبہ سرحد کا خلاصہ جمع ہے ۔ پورے صوبے بلکہ پورے ملک کی نمائندگی یہ علماء کر رہے ہیں یہ آپ سے پوچھتے ہیں کہ تم نے جو نفاذِ اسلام کا ٹھیکہ اٹھا رکھا ہے وہ اسلام کب نافذ ہوگا ۔ بعض بدنصیب لیڈر ایسے بھی ہیں جو بدقسمتی سے یہ کہہ رہے ہیں کہ اگر سمیع الحق اور قاضی عبداللطیف کا پیش کردہ شریعت بل حکومت نے منظور کر لیا تو ہم اسے نہیں تسلیم کریں گے ۔

میرے محترم بزرگو ! آج ہم نے وعدہ کیا ہے ، اللہ سے ، کہ نفاذِ شریعت کیلئے جس قربانی کی ضرورت پڑی دریغ نہیں کریں گے اور نفاذِ شریعت کیلئے تمام طریقے استعمال کریں گے ۔ آج آپ حضرات یہاں مردان میں جمع

ہوتے ہیں، پرسوں مانسہرہ میں ضلع ہزارہ کے اکابر علماء اور دارالعلوم کے فضلاء جمع ہوئے تھے۔ ایک بڑا کنونشن ہوا تھا، کوہستان کے دور دراز پہاڑی علاقوں سے بڑے بڑے علماء تشریف لائے تھے اور مجھ ناچیز سے شریعت بل کے نفاذ کیلئے بیعت کی تھی۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں علماء اور اہل حق نے فرنگی کا مقابلہ کیا اور آج تک علماء اہل حق اہل باطل سے برسرپیکار ہیں۔ اسلام کو خطرہ نہیں، ہمارے اور تمہارے ایمان کو خطرہ ہے۔

اے علماء کرام، اے فضلائے عظام! آیئے دین اسلام اور سنت رسول ﷺ کے احیاء کی کوشش کریں۔ جس طرح شاہ عبدالعزیزؒ نے قربانی دی، شاہ ولی اللہ نے قربانی دی، شہدائے بالاکوٹ نے قربانی دی ہم بھی اس قربانی اور ان کے نہج پر قربانی کیلئے تیار رہیں۔ آج بھی الحمدللہ علماء خصوصاً دارالعلوم کے فضلاء غفلت میں نہیں ہیں، بلکہ اہل باطل سے مختلف محاذوں پر برسرپیکار ہیں۔ یہ مولانا جلال الدین حقانی جو پچھلے دنوں زخمی ہوئے آپ ہی کے دارالعلوم کے فاضل ہیں جس طرح ملک بھر کے دینی مدارس میں فضلائے حقانیہ کام کر رہے ہیں اسی طرح جہاد افغانستان میں بھی وہ کسی سے پیچھے نہیں رہے اور الحمدللہ کہ آج ہر مدرسہ ہر محلہ میں دارالعلوم کا کوئی نہ کوئی فاضل مصروف خدمت دین ہے اور آج جو اسمبلی میں شریعت بل پیش ہوا یہ بھی فضلائے حقانیہ کی مساعی کا ثمرہ ہے۔ آپ حضرات عقلمند ہیں دانا ہیں، ہوشیار ہیں اور سمجھدار ہیں۔ میں کمزور ہوں، بوڑھا ہوں، نظر بھی بہت کمزور ہے۔ مگر جب یہ تصور دامن گیر ہوا کہ امت من حیث المجموعۃ روبہ تنزل ہے۔ امت کی یہ زبوں حالی دیکھ کر اپنی غفلت کا احساس ہونے لگتا ہے۔ کہ خدا کو ہم کیا منہ دکھائیں گے کہ تیرے دین کی کیا خدمت کر کے لائے ہیں۔

شریعت بل کے نفاذ کی تحریک، اور مطلقاً نفاذ شریعت کیلئے علماء اور فضلاء کا فرض ہے کہ وہ قائدانہ صلاحیتوں کا مظاہرہ کریں۔ میں پھر کہوں گا کہ ہمارے ملک کے سیاستدانوں نے آنکھوں پر پٹی باندھ لی ہے۔ وہ تعصب میں آگئے ہیں۔ بے نظیر کی وزارت اور اقتدار کیلئے تائید کیا تحریک بھی شروع ہے۔

ہم بھی آخر میں عرض کریں گے کہ ہم نے شریعت بل کے سلسلہ میں بہت توانائی خرچ کی ہے اور اسے منظور کرانے کیلئے ہر طرح سے کوشش کریں گے۔

بنوں مدرسہ معراج العلوم - ۱۶ را پریل ۱۹۸۶ء

محترم بزرگو، علماء کرام، مشائخ عظام اور محترم دوستو! آپ حضرات کے سامنے تقریر کی ضرورت نہیں سمجھتا آپ خود علماء اور فضلاء ہیں ساری باتیں آپ کے سامنے کہہ دی گئی ہیں ایک دو باتیں عرض کر دیتا ہوں۔ آپ حضرات نے عظیم استقبال کی صورت میں مجھ ناچیز کی قدر افزائی کی ہے جس ولولہ، جوش اور خلوص و

محبت کا اظہار کیا ہے یہ خالص دین کا جذبہ ہے۔ آپ حضرات جو علماء ہیں اور زیادہ تر دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء ہیں آپ نے قدر افزائی کی ہے۔ یہ خالص دین دوستی اور علم پروری ہے۔ ورنہ میری تو کوئی حیثیت نہیں۔

آج اگر ایک طرف ارباب اقتدار دوغلی پالیسی اور منافقت کا عمل اختیار کئے ہوئے ہیں تو دوسری طرف سوشلزم کا عظیم فتنہ پھر سے بیدار ہو گیا ہے۔ ایک طوفان ہے جس نے ملک کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔ یہ اجتماع جس میں کم سے کم پانچ ہزار علماء ہیں اور مجمع کی تعداد دس ہزار سے بھی زائد ہے اس کے داعی عبدالحق کی کیا پوزیشن ہے۔ کیا حیثیت ہے۔ میرے پاس کیا ہے، نہ دولت ہے نہ مال ہے نہ وجاہت ہے نہ جوانی ہے اور نہ صحت ہے۔ آج آپ بھی سوچ رہے ہیں اور تقریباً ہر مکان میں ہر گھر میں، گلی کوچہ میں فتنے کی آمد اور سوشلزم کے سیلاب کا تذکرہ ہے۔ آپ کا اجتماع اس کا جواب ہے۔ آپ کے عزائم اور آپ کا ولولہ اس کیلئے مضبوط بند ہے۔ آپ کے عظیم اجتماع نے ثابت کر دیا ہے کہ ہم ارباب اقتدار کی دورنگی پالیسی کو بھی ٹھکراتے ہیں اور دہریت، کمیونزم اور سوشلزم کو بھی ٹھکراتے ہیں۔ ایک مداری کے پیچھے احمقوں کی دنیا جمع ہو جاتی ہے۔ آج ایک عورت کے پیچھے پوری قوم سرپٹ دوڑ پڑی ہے۔ مگر یاد رکھنا اس سے دین کا اور اسلام کا کوئی نقصان نہیں اسلام محفوظ ہے۔ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ خطرہ ہے تو ہمیں ہے، آپ کو ہے کہ ہمارا ایمان باقی رہتا ہے یا نہیں۔ آپ یہ ثابت کر رہے ہیں کہ اس ملک کے مسلمان بغیر دین اسلام کے کسی چیز کو پسند نہیں کرتے۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ کہ آج دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء ہر میدان میں باطل کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ اللہ نے ان کے علم میں اور ان کے عمل میں برکتیں رکھ دی ہیں۔

آپ حضرات سے کافی عرصہ سے ملاقات کا موقعہ نہیں ملا تھا۔ آج حفاظت دین اور اعلاء کلمۃ اللہ کی غرض سے اپنے فضلاء سے اور آپ حضرات علماء سے ملاقات کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔ الحمدللہ کہ دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء اوّل روز سے ایسے کارنامے انجام دے رہے ہیں جو ہر لحاظ سے نمایاں ہیں۔ پاکستان کے اکثر دینی مدارس میں دارالعلوم ہی کے فضلاء مصروف درس ہیں تعلیم میں، تبلیغ میں، اشاعت دین میں تصنیف و تالیف میں سیاست میں اور جہاد میں پیش پیش ہیں۔ جہاد افغانستان میں قیادت دارالعلوم کے فضلاء کے ہاتھ میں ہے یہ جلال الدین حقانی، مولانا دیندار حقانی، مولانا یونس خالص یہ سب دارالعلوم کے روحانی فرزند ہیں۔ یہ دیکھئے مولانا نصراللہ منصور موجود ہیں ان سے آپ پوچھ سکتے ہیں۔ کہ جہاد افغانستان میں دارالعلوم کے فضلاء کا کتنا حصہ ہے۔

حضرات علماء کرام! آج پھر مسلمانوں پر ملک پر اور اہل اسلام پر خطرناک اور نازک حالات آ گئے ہیں شریعت بل کے خلاف باطل طاقتیں منظم ہو کر آ گئی ہیں، سوشلسٹ، دہری، شیعہ اور مرزائی اس کو دبانے اور

نامنظور کرانے کی تحریک چلا رہے ہیں، حکومت کو دھمکیاں دے رہے ہیں۔ دوسری طرف حکومت شریعت بل اور شرعی نظام کے نفاذ کے بارے میں تاخیری حربے استعمال کر رہی ہے اور پھر لوگوں سے پوچھا جا رہا ہے کہ تمہیں شریعت کا قانون چاہیئے یا نہیں۔

حیرت ہے کہ پاکستان کس لئے بنا تھا، ریفرنڈم کس لئے ہوا تھا۔ الیکشن میں کونسا نعرہ تھا۔ یہ سب کچھ اسلام اور نظامِ شریعت کے نام پر ہوا مگر ابھی تک اسلام کے بارے میں کوئی پیش قدمی نہیں ہوئی۔ ہم سمجھتے تھے کہ اسمبلیاں قائم ہوں گی تو سب سے پہلا کام اسلام کا نفاذ ہوگا۔ مگر بدقسمتی سے علماء کم تعداد میں پہنچے اور باقی تو وہی ہیں جو اسلام کے ابجد سے بھی واقف نہیں ہیں۔ آج کہا جا رہا ہے کہ ہم نے مارشل لاء ہٹا دیا، ہنگامی حالات ختم کر دئے، جلسہ جلوس کی اجازت دیدی، جمہوریت کا تحفہ دیدیا، مگر ہمیں اس سے کیا غرض۔؟ جس کام کیلئے تم نے ریفرنڈم کیا تھا، اسمبلیاں بنائیں، وہ تو اسلام کے نفاذ کیلئے تھیں، تو ہم پوچھتے ہیں یہ ۵ ہزار علماء پوچھتے ہیں۔ یہ کروڑہا مسلمان پوچھتے ہیں کہ تم نے اسلام کے نفاذ کے لئے کیا کیا۔

آج جو بے دینی کا طوفان آیا ہے۔ آج جو وطن توڑ دینے کے منصوبے بنائے جا رہے ہیں۔ آج جو صوبائی اور قومی تعصب کی لہر نے ملک کو اپنی لپیٹ میں لیا ہے آج جو بے دین قوتیں پھر اکھٹی ہوگئی ہیں۔ یہ سب اس لئے ہے کہ تم اسلام کے قانون کے نافذ کرنے کے جھوٹے وعدے کرتے رہے اور یہ اس بات کی سزا ہے کہ تم نے اسلام کے نام پر پاکستان بنایا مگر عملاً اس سے کنارہ کشی کی آپ جانتے ہیں میں کمزور ہوں عوارض میں گھرا ہوا ہوں مگر میں چاہتا ہوں خریدارانِ یوسف میں نام لکھوا دوں، اگر مرتے مرتے بھی جس بات کو حق سمجھتا ہوں جس راہ کو درست پاتا ہوں وہ آپ پر واضح کر دوں، وہ حکومت پر واضح کر دوں، حق کا اعلان کر دوں تو یہ میرے لئے سعادت ہے۔ انشاء اللہ اس ملک میں جمعیۃ علماء اسلام کی بات چلے گی اس ملک میں علماء کی اور حقانی فضلاء کی بات چلے گی۔ اس کیلئے آپ کو بڑی قربانیاں دینی ہوں گی۔ میں سی۔ آئی۔ ڈی والوں سے بھی کہتا ہوں کہ آج یہاں جو پانچ ہزار علماء جمع ہیں۔ ہر عالم اپنے اپنے شہر کا نمائندہ ہے۔ یہ سرحد کا نمائندہ اجلاس ہے تم صدر کو اور وزیراعظم کو ہمارا یہ پیغام پہنچا دو کہ اس ملک میں ہم صرف اسلام چاہتے ہیں۔ امریکہ والا اسلام نہیں، روس والا اسلام نہیں، صرف اور صرف حضرت محمد رسول اللہ والا اسلام چاہتے ہیں۔

میں اپنے فضلاء کی خدمت میں اور آپ حضرات علماء کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ میں ضعیف العمر ہوں اب چلنے پھرنے کے قابل نہیں۔ مگر مجھے یہاں ایک جذبہ لایا ہے، میں ہزارہ میں بھی گیا اور مردان میں بھی علماء کو دعوت دی اور ان سے بات کی۔ آج آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ میں بوڑھا ہوں۔ مگر صحابہؓ سے دین کی خدمت اور اعلاء کلمۃ اللہ کا جذبہ سیکھا ہے۔ اب اسکی نقل اتارتا ہوں خیبر کی جنگ میں حضرت علیؓ کی آنکھیں

باقی صفحہ ۴۹ پر

بیاد مجلس شیخ الحدیث

شیخ الحدیث مدظلہ کی مجلس میں
صحبتے با اہلِ حق

افادات ـــ شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ

جمع و ترتیب ـــ مولانا عبدالقیوم حقانی

۶ رجمادی الثانی ۱۴۰۶ھ

نسیم رحمت کو دعوتِ نظارہ | حسب معمول مجلس شیخ الحدیث میں تھا، قدیم فضلاء حقانیہ آئے ہوئے تھے بعض جدید فضلاء حقانیہ بھی تشریف فرما تھے، مجھے دیکھ کر ارشاد فرمایا: ان حضرات کو پہچانتے ہو یہ ہمارے گلشن کے کھلے ہوئے پھول ہیں اور تعلیم و تدریس اور تبلیغ و جہاد کی صورت میں ان کی خوشبو پھیل رہی ہے۔ یہ صاحب بلوچستان کے ہیں اور یہ کابل سے تشریف لائے ہیں اور یہ صاحب قندھار کے محاذِ جنگ سے حاضر ہوئے ہیں اور یہ صاحب اس زمانہ کے فاضل ہیں جب دارالعلوم کی ابتداء تھی اور اسباق اس مسجد (مسجد شیخ الحدیث) میں پڑھائے جاتے تھے الحمدللہ الحمدللہ آج ملک میں جگہ جگہ دارالعلوم حقانیہ کا فیض پھیل رہا ہے۔

حضرت اقدس شیخ الحدیث مدظلہ کے چہرہ پر مسرت کی لہریں دوڑ رہی تھیں اور یہ کیوں نہ ہوتا کہ مالی کی محنت کو اللہ نے رائیگاں نہیں ہونے دیا۔ اسکی شبانہ روز محنت رنگ لائی، باغ میں بہار آئی پھول کھلے اور مہکے اور ایسے کہ آج چہار دانگ عالم میں اس کے چرچے ہیں۔

حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کو فضلاء حقانیہ کی محفل میں گھرے ہوئے دیکھ کر ایسے محسوس ہوا جیسے مالی نے موسم بہار میں فرحت و نشاط کی محفل جما رکھی ہو اور پھولوں کا حسین گلدستہ سجا کر نسیم رحمت کو دعوتِ نظارہ دے رکھی ہو۔ اس اثنا میں مجاہدینِ افغانستان کی ایک جماعت حاضر خدمت ہوئی جس میں دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء بھی تھے حضرت شیخ الحدیث مدظلہ ان کی طرف متوجہ ہوئے، خیر خیریت دریافت کی، چونکہ یہ جماعت بھی محاذِ جنگ سے حاضر ہوئی تھی اس لئے حضرت مدظلہ نے تفصیل سے جنگ کے حالات، فضلاء کی خیریت دشمن کی مورچہ بندی اور مجاہدین کی استقامت و شجاعت کے حالات دریافت فرمائے۔ مجاہدین نے دعا کی درخواست کی تو حد درجہ عجز و انکسار اور الحاح و تضرع سے دعا فرمائی اور جب مجاہدین نے رخصت کی اجازت چاہی تو شیخ الحدیث مدظلہ نے اپنی جیب سے رقم نکال کر مجاہدین میں تقسیم فرمائی۔

میری بوڑھی اور ضعیف ہڈیوں کو جہادِ افغانستان میں لگا دو | اسی روز مولانا محمد زمان صاحب فاضل حقانیہ بھی حاضر

خدمت ہوئے جو مولانا دیندار حقانی فاضل دارالعلوم حقانیہ کے رفیق جہاد ہیں انہوں نے عرض کیا حضرت! میں صرف دعا کیلئے حاضر خدمت ہوا ہوں کہ مولانا جلال الدین حقانی مولانا دیندار حقانی نے روس کا رمل مورچوں پر ایک سخت حملہ کر دیا ہے اور مجھے آپ کے پاس دعا کرانے کیلئے بھیج دیا ہے۔ دو روز سے شدید جنگ شروع ہے مجاہدین میں دو ساتھی شہید ہو چکے ہیں یہ مورچے بڑے اہم ہیں اور ان پر روسی فوجوں کا قبضہ ہے۔ جس سے مجاہدین کو بے حد تکلیف پہنچ رہی ہے۔

حضرت شیخ الحدیث مدظلہ حملے کا سن کر چونک پڑے مزید حالات دریافت فرمائے اور پھر تمام حاضرین سے فرمایا مجاہدین کی فتح یابی اور روس کا رمل فوجوں کی تباہی کی دعائیں جاری رکھو۔ حضرت مدظلہ نے فرمایا: بس آپ لوٹ جائیں مولانا جلال الدین حقانی اور مولانا دیندار حقانی سے میرا سلام عرض کر دیں اور کہہ دیں کہ با ہمت رہیں اور جب دشمن پر حملہ کریں تو کثرت سے اَللّٰھُمَّ اٰمِنْ رَوْعَاتِنَا وَاسْتُرْ عَوْرَاتِنَا کا وظیفہ جاری رکھیں۔

حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے مولانا محمد زمان سے یہ بھی دریافت فرمایا کہ آپ محاذ جنگ میں کسی ڈیوٹی پر ہیں۔ تو انہوں نے عرض کیا اب تو جہاد ہے اور گھمسان کی لڑائی ہے جنگ میں مصروف ہوں فرصت کے اوقات میں شعبۂ تبلیغ وارشاد میں کام کرتا ہوں اور مجاہدین کے اس شعبہ کی امارت میرے ذمہ ہے۔ پھر مولانا محمد زمان حقانی کو حضرۃ مدظلہ نے رخصت فرمایا اور اپنی جیب خاص سے جہاد افغانستان کے کمانڈروں مولانا جلال الدین حقانی اور مولانا دیندار حقانی کے لئے انہیں خصوصی رقم عطا فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: یہ تھوڑی حقیر رقم ان کی خدمت میں پیش کر دو اور دیکھو مولنا جلال الدین حقانی سے عرض کر دینا کہ میری بوڑھی اور ٹوٹی ہوئی ہڈیاں اور میرے وجود کا یہ ضعیف لاشہ اگر جہاد افغانستان میں کام آسکے تو ہرگز دریغ نہ کرنا اور میرے لئے حکم صادر فرمانا کہ اپنے وجود کی بوڑھی اور بوسیدہ ہڈیوں پر مشتمل لاشے کو مجاہدین کی صف تک پہنچا سکوں۔

حضرت مدظلہ نے جس انداز سے یہ گفتگو کی حاضرین محو حیرت تھے اور سب کی آنکھ ڈبڈبا گئیں اور حقیقت یہ ہے کہ حضرت کی اس ہمت اور جذبہ کو دیکھ کر ہمیں اپنی جوانی پر شرمندگی ہوئی۔

دعا اور تقدیر

اسی روز جب حضرت شیخ الحدیث مدظلہ جہاد افغانستان کے تازہ ترین واقعات اور بعض دردناک حالات سے متاثر تھے اور الحاح وتضرع سے دعائیں کر رہے تھے۔ ایک صاحب نے عرض کیا حضرت! جب تقدیر میں ایک چیز لکھی جا چکی ہے تو دعاؤں کا کیا فائدہ، کیا دعا سے تقدیر بدل سکتی ہے۔ تو حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے ارشاد فرمایا: جی ہاں! تقدیر دو قسم کی ہے۔ تقدیر مُبرم۔ تقدیر مُعلق۔ تقدیر مبرم ایک قطعی اور غیر معلق اور غیر مشروط فیصلہ ہے جسے کسی صورت میں نہیں بدلا جا سکتا۔ تقدیر معلق اسباب کے ساتھ وابستہ ہے۔ مثلاً ایک شخص کی تقدیر میں ہے کہ فلاں مرض سے اسکی موت واقع ہوگی بشرطیکہ وہ فلاں قسم کی دوائی استعمال نہ کرے۔ اب اگر اس نے بدرجہ

اسباب وہ دوائی استعمال کرلی تو اس پر موت کی تقدیر ٹل جاتی ہے۔ اور اگر دوائی نہ استعمال کی تو تقدیر واقع ہوجاتی ہے ان سے اسباب اور شرائط میں ایک دعا بھی ہے جس کے اختیار کرنے سے تقدیر معلق بدل جاتی ہے۔
علم ازلی میں کائنات کے سب امور مبرم ہیں خدا کو معلوم ہے کہ فلاں شخص فلاں دوائی استعمال کر کے موت سے بچ جائے گا، اور فلاں شخص جب یہ دوائی نہیں استعمال کرے گا تو فلاں وقت اسکی موت واقع ہوجائے گی۔ تقدیر معلق کا تعلق بندوں کے ساتھ ہے۔ اور مبرم کا تعلق خالص خدا کے ساتھ ہے۔

نام کا اثر کام میں ہوتا ہے۔ | اس مجلس میں دارالعلوم حقانیہ کے مدرس مولانا عبدالحلیم دیروی نے عرض کیا: حضرت میرا بھتیجا پیدا ہوا ہے۔ خدا نے میرے بھائی کو ۱۲ سال بعد پھر نرینہ اولاد سے نوازا ہے بچے کا نام اگر آپ رکھدیں گے تو یہ ہمارے لئے بہت بڑی سعادت ہوگی شیخ الحدیث مدظلہٗ نے فرمایا: اس کے دوسرے بھائی کا نام کیا ہے، عرض کیا انوار الحق۔ تو فرمایا اس کا نام اظہار الحق رکھ دو کہ نام کا اثر کام میں ہوتا ہے۔ نام مبارک ہوگا۔ تو کام بھی مبارک ہوگا۔ کسی نے عرض کیا، حضرت نام ظہور الحق کیسے رہے گا۔ ارشاد فرمایا یہ تو مولانا کی اپنی مرضی ہے۔ جو نام بھی پسند فرماویں، رکھدیں۔ مگر ظہور (ظاہر ہونا) لازمی ہے اور اظہار (ظاہر کرنا) متعدی ہے۔ دین میں، ظہور کی بجائے اظہار محمود ہے۔

دارالعلوم کوئی دکان نہیں جہاں روٹیاں بیچی جائیں | ۱۱ رجمادی الثانی ۱۴۰۶ھ۔ حسب معمول حضرت شیخ الحدیث مدظلہٗ کی ذاتی ڈاک لیکر دارالعلوم کے دفتر اہتمام میں حاضر ہوا۔ مولانا گل رحمٰن ناظم دارالعلوم اور مولانا حافظ محمد ایوب اور بعض مہمان بھی حضرت کے قریب تشریف فرما تھے غالباً کسی بات کا مشورہ ہو رہا تھا۔ کہ اس دوران مولانا گل رحمٰن ناظم دارالعلوم نے حضرت شیخ الحدیث مدظلہٗ کی خدمت ایک صاحب کی درخواست کا تذکرہ کیا اور کہا کہ وہ صاحب، دارالعلوم کے مطبخ میں اپنی رقم جمع کرنا چاہتے ہیں تاکہ کلاسوں میں حاضری کے ساتھ ساتھ دارالعلوم کے مطبخ سے دو وقت کی روٹی لے سکیں۔
شیخ الحدیث مدظلہٗ نے دریافت فرمایا: کیا وہ صاحب باقاعدہ طور پر دارالعلوم میں داخل ہیں ناظم صاحب نے، عرض کیا انہوں نے عام طلباء کی طرح باقاعدہ داخلہ نہیں کیا ہے۔ تو حضرت مدظلہٗ نے ارشاد فرمایا کہ اس رعایت کے وہی طالب علم مستحق ہو سکتے ہیں جو باقاعدہ طور پر طالب علم ہیں، دارالعلوم کا مطبخ طلبہ کا مطبخ ہے۔ اور طلبہ ہی کیلئے کھولا گیا ہے۔ یہ کوئی دکان نہیں ہے کہ یہاں روٹیاں بیچی جائیں۔

تحصیل علم کے زمانہ میں اوراد و وظائف کیطرف کم توجہ کرنی چاہیئے۔ | ۱۱ رجمادی الثانی ۱۴۰۶ھ حسب معمول بعد العصر مسجد شیخ الحدیث میں حاضر ہوا حضرت شیخ الحدیث مدظلہٗ طلبۂ علوم دینیہ اور عقیدتمندوں اور محبین و مخلصین کے مجمع میں گھرے ہوتے تھے۔ طلبہ سرعت مطالعہ اور قوت حافظہ کیلئے وظائف لے رہے تھے۔ حضرت مدظلہٗ نے

...لمات وظائف ارشاد فرمائے۔ جب طلبہ نے پوچھا کہ حضرت یہ وظائف کس کس وقت اور کتنی کتنی مرتبہ پڑھے
...ئیں۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا آپ کو وظائف کیطرف کم اور کتاب و مطالعہ کی طرف زیادہ توجہ دینی چاہئے! اصل
...یفہ تحصیلِ علم کا اشتیاق اور محنت و مطالعہ اور تکرارِ سبق ہے۔

اب جو وظائف تمہیں بتائے گئے ہیں۔ اللہ کی ذات پر یقین کر کے روزانہ ایک مرتبہ پڑھ لیا کریں۔ یہ کافی ہے۔
...طالب علمی کا زمانہ ہے اور طالب علمی کے زمانہ میں طالب علم کے ساتھ اللہ کی خاص مدد شامل رہتی ہے۔ البتہ جب
...صیل علم سے فارغ ہوجاؤ تو دن میں سات مرتبہ ۱۱ مرتبہ اور اس سے بھی زیادہ پڑھا کریں کہ وظائف کا وقت تحصیل
...کا زمانہ نہیں، بلکہ تحصیلِ علم سے فراغت کے بعد کا زمانہ ہے۔

تبلیغی جماعت اور اشاعتِ دین کا فکر اور ذکر اللہ طلبہ سے حضرت شیخ الحدیث مدظلہٗ کی گفتگو جاری تھی کہ
...ء اور صالحین کی ایک جماعت حاضرِ خدمت ہوئی، مہمان غورغشتی، ملتان اور کچا کھوہ سے تعلق رکھتے تھے۔ ان میں
...ے ایک صاحب نے عرض کیا: حضرت! ہم تبلیغی جماعت کے اجتماع جو بارہ میں آج سے شروع ہو رہا ہے۔ کیلئے
...ب گھر سے روانہ ہو رہے تھے۔ تو یہ ارادہ کر لیا تھا کہ آپ کی خدمت میں بھی دعا کیلئے حاضری کی سعادت حاصل کریں گے
...ا کا شکر ہے کہ اس نے آپ کی مجلس میں حاضری کی توفیق بخشی۔

حضرت شیخ الحدیث مدظلہٗ نے ارشاد فرمایا: ماشاءاللہ! آپ بڑے خوش نصیب ہیں کہ اللہ نے آپ کو
...دمت واشاعتِ دین اور تبلیغِ اسلام کیلئے چن لیا ہے۔ یہ تو اہلِ اسلام کا فریضہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:
...كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ۔ کہ تم خیرِ امت اور
...ام امتوں سے بہتر اور افضل امت اس لئے ہو کہ نیکی کا حکم کرتے ہو معروفات پھیلاتے ہو اور منکرات سے روکتے
...ہو۔ اور الحمدللہ کہ یہ فریضہ آج جماعتِ تبلیغی بڑے احسن طریقہ سے انجام دے رہی ہے۔ اور آج پوری دنیا میں اس
...جماعت کے مخلص مبلغ حرکت میں ہیں۔ لاکھوں اور کروڑوں مسلمانوں کو اصولِ دین اور تعلیماتِ نبوت کی تعلیم دے چکے
...ہیں اور ہزاروں غیر مسلم ان کی مخلصانہ مساعی کی برکت سے قبولیتِ اسلام سے مشرف ہو چکے ہیں۔

آپ حضرات کے مساعی بھی رنگ لائیں گے۔ آپ جیسے صالحین حضرات کی برکت سے اور مبلغین کی محنت
...ور ذاکرین کی برکت سے باری تعالیٰ قوم و ملک سے عذاب ٹالتے ہیں۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ نے فرمایا تھا کہ ایک مرتبہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت
...ہوئی تو آپ نے شکایت کی کہ میری امت نے اللہ کا ذکر اور دین کا فکر چھوڑ دیا ہے۔ یہ ذکر کائنات کی روح ہے اور
...کسی قوم و ملت کی بقا کا ذریعہ ہے جب ایک قوم اللہ کا ذکر چھوڑ دیتی ہے۔ تو اللہ بھی اس پر اپنا فضل اور رحم و کرم چھوڑ
...دیتے ہیں بلکہ جب مجموعی طور پر ذکر ترک کر دیا جائے گا تو پورے نظامِ کائنات اور تمام دنیا کا ہارٹ فیل ہوجائیگا۔

اور قیامت برپا ہو جائے گی۔

باہمی اتفاق اور خانگی الفت کیلئے ایک نسخۂ اکسیر | اسی مجلس میں ایک صاحب نے عرض کیا: حضرت! گھر میں افتراق اور ناچاکی رہتی ہے۔ زندگی اجیرن اور پریشانی میں گذر رہی ہے۔ اہل خانہ اور کچھ رشتہ دار بے اعتنائی برتتے ہیں۔ حضرت شیخ الحدیث مدظلہٗ نے فرمایا: یہ ساتھ بازار ہے، کسی دکان سے چینی یا کوئی میٹھی چیز لے آئیں، وہ صاحب جب شیرینی لے آئے تو حضرت شیخ الحدیث مدظلہٗ نے شیرینی پر سات مرتبہ یہ آیتیں پڑھیں اور شیرینی پر دم فرمایا

(۱) ھوالذی ایدک بنصرہ — الخ

(۲) إن الذين آمنوا وعملوا الصلحت سيجعل لهم الرحمن ودا ○

(۳) وَمِنَ الناس من يتخذ من دون الله انداداً يحبونهم كحب الله والذين آمنوا اشد حباً لله۔

شیرینی اس صاحب کو دم کر کے واپس کر دی تو احقر کے دریافت کرنے پر فرمایا کہ زوجین میں الفت، خاندان میں اتفاق اور جائز محبت کے لئے یہ آیتیں تریاق اعظم اور نسخۂ اکسیر ہیں۔ یہ آیتیں شیرینی پر دم کر کے خود بھی کھائی جائیں اور متعلقہ افراد کو بھی کھلائیں۔

آیتیں پڑھنے کے بعد اللہ سے دعا بھی مانگنی چاہئے۔ اللھم الف بین قلوبھم۔ اے اللہ فلاں کو فلاں سے الفت پیدا کر اور ان کی محبت پیدا کر دے۔

روس اور پاکستان | اسی روز حضرت شیخ الحدیث مدظلہٗ کو احقر نے روز نامہ نوائے وقت میں ایک سیاسی لیڈر کا وہ انٹرویو سنایا جس میں اس نے کھل کر روس کو پاکستان آنے کی دعوت دی تھی اور افغان مہاجرین کے کیمپوں کو ختم کر دینے کا مطالبہ کیا تھا۔ انٹرویو سنا تو ارشاد فرمایا: ان باتوں سے جہالت اور قومی تعصب کی متعفن بدبو آتی ہے۔ چونکہ ملک کے باشندے بحمداللہ باشعور ہیں اور سب مسلمانوں کو روس سے اور روسی جارحیت سے نفرت ہے۔ ان لوگوں کو مسلمان معاشرے نے ٹھکرا دیا ہے اور اب تنگ آمد بجنگ آمد کی اضطرابی کیفیت میں مبتلا ہیں اور وَاُشْرِبُوْا فِیْ قُلُوْبِھِمُ الْعِجْلَ کی مشرکانہ کیفیتوں کا مصداق ہیں۔ روس کو دعوت دینا آسان ہے۔ مگر روس کیلئے پاکستان کی طرف نظر اٹھانا بھی کارے دارد ہے۔ چھ سال مکمل ہو گئے ہیں۔ مگر اسے نہتے افغان مجاہدین سے جان چھڑانے میں کامیابی حاصل نہ ہو سکی جتنا آگے بڑھتا ہے اتنا ہی ذلیل اور رسوا ہوتا ہے۔

ارشاد فرمایا: ایسے بیانات اور بزدلانہ حرکتوں سے ہرگز نہ گھبرائیے جب تک اللہ کی ذات پر بھروسہ ہوگا اور افغان مجاہدین کی طرح شوق شہادت کا جذبہ موجزن رہے گا۔ تو انشاءاللہ روس کو ذلیل ترین شکست ہوگی۔ اور اس کا اسلحہ خود اسے تباہ کر دے گا۔ —— پھر حضرت شیخ الحدیث مدظلہٗ دیر تک روس کی تباہی، افغان مجاہدین کی کامیابی اور پاکستان کی بقاء و سلامتی اور استحکام اور نفاذ اسلام کی دعائیں کرتے رہے۔

تحصیلِ علم
فضیلت، آداب اور تقاضے

عارف باللہ ڈاکٹر عبدالحیٔ مرحوم

عارف باللہ حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالحیٔ کا پچھلے ماہ انتقال ہوا۔ علم و عرفان اور ارشاد و یقین کی ایک شمع خموش ہو گئی۔ ان کے چشمۂ عرفان اور محفلِ ہدایت کے چند قطرات تشنگانِ علم و معرفت کی خدمت میں پیش ہیں۔ "س"

تم کلام اللہ کیوں پڑھتے ہو؟ جانتے بھی ہو کہ یہ کیا چیز ہے؟ یا صرف اتنا سمجھنا کافی ہے کہ یہ عربی زبان میں ہے ہم اس کے تراجم پڑھتے ہیں۔ اس کے مطالب بیان کرتے ہیں۔ اس کی شانِ نزول بیان کرتے ہیں۔ آداب بھی بیان کرتے ہیں۔ اس لئے پڑھتے ہیں کہ اس کی تفاسیر بیان کریں۔ کیا اتنا سمجھنا کافی ہے؟ بلاشبہ یہ چیزیں بھی بنیادی ہیں۔ لیکن صرف اتنا ہی کافی نہیں۔ کلام اللہ تو ایک مکمل ضابطۂ حیات و ممات ہے۔ دنیا کے لئے بھی آخرت کے لئے بھی۔ یہ بتاتا ہے کہ ایک صاحبِ ایمان کو کس طرح زندگی بسر کرنی چاہئے؟ اس کے اوپر کون کون سے فرائض و واجبات ہیں؟ اور اس کی کون کون سی ذمہ داریاں ہیں؟ سب کا بیان اس کلام میں ہے۔ سب سے پہلے عقائد صحیح ہونے چاہئیں جب تک عقائد صحیح نہ ہوں گے توحید صحیح نہیں ہوگی۔ آخرت کا یقین نصیب نہ ہوگا۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی محبت ہونی چاہئے۔ جب تک آپ سے محبت نہ ہوگی ایمان غیر معتبر اور بالکل ناقص ہوگا۔ یہ ایمان کی بنیادی چیزیں ہیں۔ یہ چیزیں کیسے معلوم ہوں گی؟ کلام اللہ کے پڑھنے سے۔ احادیث کے پڑھنے سے۔ احادیث کے پڑھنے سے یہ آداب، یہ طریقے۔ یہ علم کلام اللہ اور کلامِ رسول ہی سے حاصل ہوں گے۔ غایتِ حیات ہماری یہی ہے کہ کلام اللہ اور کلامِ رسول کو اپنا ضابطۂ حیات و ممات بنائیں۔ انسان اشرف المخلوقات ہے اس کو کس طرح زندگی بسر کرنی چاہئے۔ عالمِ تعلقات میں کس طرح رہنا چاہئے؟ کیا ضابطۂ حیات ہونا چاہئے جو اس کے لئے دنیا میں بھی سرمایہ ہو اور آخرت میں بھی؟ یہ سب کلامِ پاک اور احادیث شریفہ ہی سے معلوم ہوگا۔

ایک دعا ہے بڑے کام کی:۔

"رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً" اے اللہ ہم کو وہ حسنات عطا فرمائیے جو آپ کے علم میں ہیں۔ اور ہمارے لئے ضروری ہیں۔ ہم حسنات کے محتاج ہیں۔ یہ حسنات ہمیں کہاں سے معلوم ہوں گے؟ کلام اللہ اور کلامِ رسول سے۔ حسنات کا کیا مفہوم ہے؟ وہ تو اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے۔ لیکن اصولی بات یہ ہے کہ ہم ایسی زندگی گذاریں کہ اللہ ہم سے راضی ہو جائے۔ دنیا میں رسوائی سے بچے رہیں اور آخرت میں عذاب سے محفوظ رہیں۔ اسی لئے ارشاد ہے: "رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ"

کلام اللہ اور احادیث نبویہؐ پڑھنے پڑھانے کی یہی غایت ہے کہ ہم کو ضابطۂ حیات معلوم ہو جائے۔ کہ اللہ تعالیٰ کن باتوں سے راضی ہوتے ہیں اور کن باتوں سے ناراض؛ اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات میں ہم پر خصوصی رحم فرما کر ہمیں شرف بشریت سے نوازا، اور اشرف المخلوقات قرار دے کر ممتاز فرمایا ہے۔ صرف اسی لئے کہ اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ ضابطۂ حیات اور ضابطہ ممات کی تفسیر کرتے رہیں۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کو اپنے لئے عملی نمونہ قرار دے کر اس کے مطابق عمل کرتے رہیں۔ آپ کی حیاتِ طیبہ یہ اعمالِ صالحہ ہیں انہیں اختیار کرنا چاہئے۔ ارشاد ہے:۔

واعملوا صالحاً اور ارشاد ہے: ان الذین امنوا و عملوا الصلحت کانت لھم جنت الفردوس نزلاً
اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں اعمالِ صالحہ کی ترغیب کس لئے دی ہے؟ ہمارے فائدے کے لئے یا ہماری زندگیاں سنوارنے کے لئے اس لئے ہمیں اعمال کو اختیار کرنا چاہئے۔ لیکن کس طرح؟ اتباعِ سنت کے ذریعے۔

کلام اللہ اس لئے پڑھایا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک بشر کے لئے، اشرف المخلوقات کے لئے ایک ضابطۂ حیات بنایا ہے جو اس کے لئے دنیا میں بھی سرمایہ ہے اور آخرت میں بھی۔ پھر سنتِ نبویؐ کے ذریعے ضابطۂ حیات پر عمل کرنے کا طریقہ بتا دیا اور اس کی حدود بتا دیں۔

احادیث شریفہ کی جو کتابیں آپ پڑھتے ہیں ان کی غایت کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے جو احکامات ہمیں [illegible] ہیں اور جو ضابطۂ حیات ہمارے لئے مقرر کیا ہے ہم اس کے مطابق اپنی زندگی کو ڈھالیں اور دنیا میں بھی سرخروئی حاصل کریں اور آخرت میں بھی۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کی رضا کا، اس کی رحمتوں کا مورد بنیں۔
ارشاد ہے:۔ وانتم الاعلون ان کنتم مومنین۔ اگر تم نے اللہ اور اللہ کے رسولؐ کی اطاعت کی تو تم سرخرو ہوگے سب پر غالب ہوگے۔

کچھ پتہ چلا کہ ہماری تعلیم و تعلّم کا مقصد کیا ہے؛ اصل مقصد ہے ضابطۂ حیات کا مطالعہ کیا ہونا، وہ کہاں سے معلوم ہوگا؟ کلام پاک سے کس طرح اس پر عمل کریں؟ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ اور آپ کی احادیث مبارکہ سے معلوم ہوگا؟ یہی مقاصد ہیں ہماری تعلیم کے، یہی غایت ہے کلام اللہ اور کلام رسولؐ پڑھنے کی۔

بہرحال کلام اللہ کی تفاسیر اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کی تعلیم و تربیت کی غایت آپ کے سامنے آگئی یعنی ضابطۂ حیات کا معلوم ہونا۔ اب آپ اپنے اشرف المخلوقات ہونے کا حق بھی ادا کریں۔ یعنی جو کچھ [illegible] پڑھیں پڑھائیں اس پر عمل بھی کرتے رہیں۔ یہ غایت انعامات ہے۔ ہمارے تمام علوم کی، پڑھتے پڑھاتے [illegible] عمل کرتے جاؤ۔ ابھی طالب علمی کے زمانے ہی سے شروع کر دو۔

پہلے اساتذہ ایسے ہی پڑھاتے تھے کہ ایک حدیث شریف پڑھائی، فوراً پوچھتے کہ بتاؤ اس کی غایت کیا ہے؟ اس کا مصرف کیا ہے؟ اور پھر اس پر عمل کرنے کا طریقہ بھی بتاتے۔ اس کی عملی تربیت بھی دیتے اور اس کی نگرانی بھی کرتے۔ اس طرح ایک وقت میں اساتذہ طلبہ کو شریعت کے احکام بھی بتا دیتے تھے اور طریقت کے طریقے بھی سکھا دیتے تھے۔ کہ یہ جو کچھ تم پڑھ رہے ہو اس کا تمہاری زندگی سے کیا واسطہ ہے؟ کس طرح اس کو اپنے اوپر منطبق کرو گے؟ تاکہ تم خیر البشر اشرف المخلوقات کہلانے کے بجا طور پر مستحق ہو سکو۔ "ولقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم" کا صحیح مصداق بن سکو۔

اعمالِ صالحہ کیا ہیں؟ کلام الٰہی کو ضابطہ حیات بنانا اور اس پر عمل کرنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو اپنانا۔ یہ میں بار بار اس لیے دہرا رہا ہوں کہ دل نشیں ہو جائے۔ کہ تمام تعلیم و تعلم کی غایت الغایات یہ ہے کہ ہم اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے کلام کو پڑھیں اور اپنے اوپر منطبق کریں اور اس طرح زندگی بسر کریں کہ ہمیں یہاں بھی خدا تعالیٰ کی رضائے کاملہ نصیب ہو۔ اور آخرت میں بھی۔ انسان سے لغزشیں اور کوتاہیاں ضرور ہوتی ہیں۔ نفس و شیطان ضرور راہ میں حائل ہوتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ سے رجوع کرو وہ ان تمام خرافات سے نجات عطا فرما دے گا۔

یاد رکھو! جب بھی قرآن و حدیث پڑھنے بیٹھو یہ دعا کر کے پڑھا کرو:

"یا اللہ! یہ آپ کا کلام ہے۔ آپ کے نبی ﷺ کا کلام ہے۔ ہماری استعداد ناقص ہے۔ یا اللہ اس کلام کی برکت سے۔ اس کلام کے انوار و تجلیات سے ہمارے ایمان کو منور فرمائیے اور ہمیں اپنی رضائے کاملہ کا مورد بنائیے۔ اد"

ہر روز یہ دعا کر لیا کرو۔

کلام اللہ اور کلام رسول ﷺ کوئی معمولی چیز نہیں ہیں کوئی مخلوق ان کا تحمل نہیں کر سکتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل اور اپنی قدرت سے ہمارے اندر اس کا تحمل پیدا فرما دیا۔ ورنہ انسان کے بس کی بات نہیں تھی کہ وہ اس کا تحمل کر سکتا۔ یاد رکھو ہر چیز کے کچھ آداب ہوا کرتے ہیں۔ مثلاً نیت کی درستگی ہر عمل صالح کی شرط ہے۔ بخاری شریف کی پہلی حدیث میں یہی اشارہ ملتا ہے۔ جب تک تمہاری نیت خالص نہ ہو گی تمام اعمال بیکار ہیں۔ نیت کی درستگی کے ساتھ اگر عمل صالح کیا تو ضرور اس کا فائدہ پہنچے گا۔ نیت کی درستگی کے لئے ضروری ہے کہ جو کچھ لکھنا ہو خالصتاً للہ ہو۔ عمل کرنے کے لئے۔ تمہارے ایمان اور تمہاری روح پر اس تعلیم کا اثر جب ہی ہو گا جب تم یہ نیت کر کے پڑھو گے کہ اس پر عمل کرنا ہے۔ عمل ہی کے لئے سب کچھ پڑھایا جاتا ہے۔ ترجمہ کر دینا۔ تفسیر کر دینا بذات خود مقصود نہیں۔ تفسیر تشریحات وغیرہ تو ذہن نشین کرانے کے لئے ہیں۔ وہ بھی ضروری ہیں لیکن مقصود نہیں۔ غایت الغایات عمل کرنا ہے جب تک عمل نہیں کرو گے کامیاب نہیں ہو گے۔

اس کائنات میں انسان کے لئے سب سے بڑی دولت ایمان ہے۔ ایمان کیا کرتا ہے؟ ایمان یہ کرتا ہے

کہ تمام نفس و شیطان کے طریقوں سے محفوظ رکھتا ہے۔ فواحشات و منکرات کو جگہ نہ دو۔ خدا کے لئے اپنی زندگی کو فواحشات و منکرات سے بچاؤ۔ جس طرح بغیر وضو اور بغیر طہارت کے نماز نہیں ہوتی اسی طرح خوب سمجھ لو کہ جب تک تم گناہوں کو نہیں چھوڑو گے۔ قلب کی صفائی نہیں ہوگی۔ اور جو حضرات عہد حاضرہ کے موجودہ گندے ماحول میں ڈوب گئے ہیں ان کی زندگی میں کلام اللہ اور کلام رسول کی برکات مرتب نہیں ہوتیں۔ سب سے پہلے آپ پر واجب ہے کہ قلب کی طہارت کا اہتمام کریں جس طرح بغیر طہارت کے نماز نہیں پڑھ سکتے اسی طرح بغیر طہارت کے اللہ اور اللہ کے رسولؐ کے کلام کے انوار و تجلیات ہم پر مرتب نہیں ہو سکتے۔ اس میں شک نہیں کہ نفس و شیطان تو سب کے ساتھ لگے ہوئے ہیں۔ ہمارا ماحول شیطانی ہے تمام اثرات ہمارے شیطانی ہیں۔ زمین و آسمان ان اثرات سے بھرے ہوئے ہیں لیکن اتنا کر لیا کرو کہ جب بھی کلام اللہ و کلام رسول پڑھنے کا ارادہ ہو تو استغفار کر لیا کرو۔ اس کی عادت ڈال لو کہ میں یہ کام آپ کے نام سے شروع کر رہا ہوں۔ میں اپنے قلب و ذہن کی طہارت کا طلب گار رہوں۔ یا اللہ آپ میرے ساتھ ہیں یہ آپ کا کلام ہے۔ آپ کے رسولؐ کا کلام ہے۔ اس کے انوار و تجلیات ہیں خواص ہیں میں کیسے حاصل کر سکوں گا؟ یا اللہ میں استغفار کرتا ہوں، توبہ کرتا ہوں تمام اپنے گناہوں سے جو مجھ سے عمداً یا خطاءً سرزد ہوئے۔ میری آنکھیں ناپاک ہو چکیں۔ میری زبان ناپاک ہو چکی میرے قلب کے اندر وساوس و خطرات آ چکے ہیں۔ سب میں کثافت ہے۔ میرے قلب کے اندر۔ میری استعداد میں بھی۔ میرے ذہن میں بھی، میرے احساسات میں بھی، ہر چیز میں کثافت ہی کثافت ہے۔ لیکن میں استغفار کرتا ہوں۔

استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ۔ رب اغفر و ارحم و انت خیر الراحمین

انشاء اللہ سب گناہ معاف ہو جائیں گے۔ اور اس استغفار کے بعد جب پاک صاف ہو کر کلام اللہ اور کلام رسولؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہو گے تو انشاء اللہ ان کے انوار و تجلیات سے سیراب ہو گے کیونکہ استغفار کے ذریعے طہارت قلب کی شرط تم نے پوری کر دی۔

یہ اللہ کا احسان عظیم ہے کہ انہوں نے ہم کو ایمان عطا فرمانے پر اکتفا نہیں فرمایا بلکہ اس کی حفاظت کے لئے بھی ایک بہت بڑی دولت اور بہت بڑی نعمت عطا فرمائی ہے۔ وہ دولت استغفار ہے اگر استغفار کرو گے تو کوئی ناپاکی نہیں رہے گی۔ بلکہ صدق دل سے کرو۔ اس نیت سے کرو کہ آئندہ کے لئے گناہ بالکل چھوڑ دو گے جب بھی کوئی نیک کام کرو۔ کوئی عبادت کرو۔ حدیث پڑھو تو پہلے اسی طرح قلب کی طہارت کر لو کہ یا اللہ ہمارے اندر جتنی کثافتیں ہیں ہمارے تخیل میں، ہمارے تصور میں، ہماری استعداد میں جتنی بھی کثافتیں ہیں ہم سب سے صفائی چاہتے ہیں۔

استغفر اللہ۔ استغفر اللہ۔ استغفر اللہ ربی من کل ذنب۔ رب اغفر و ارحم و انت خیر الراحمین

سبق

یہ دعائیں پڑھ لیا کرو۔ صدق دل سے یہ دعائیں پڑھ لو۔ تو تم مومن ہو گئے۔ متقی ہو گئے۔ اب بسم اللہ کر کے پڑھو انشاء اللہ اس کے انوار و تجلیات سے نوازے جاؤ گے۔

خلاصہ یہ کہ ہر چیز کے کچھ طریقے ہوتے ہیں، آداب ہوتے ہیں پہلے ان کو ذہن نشین کر لو۔ یہ نہیں کہ کتاب اٹھائی اور بسم اللہ کر دی۔ سب سے پہلے استغفار پڑھو، اس کے بعد بسم اللہ پڑھو، جب ختم کر لو تو دعا کرو، یا اللہ ان انوار و تجلیات کے کلمات میری زبان پر جاری ہوں، میری فہم میں آئے، میرے قلب میں آئے یا اللہ ان کی حفاظت فرمائیے اور آئندہ کے فتنوں سے اسے محفوظ رکھئے۔ اس کے انوار و تجلیات سے میری روح کو، میرے ایمان کو منور رکھئے۔ ان علوم کو محفوظ رکھئے۔ اور ان میں برکت عطا فرمائیے۔ پھر شکر کرو کہ سبق پڑھنے اور حدیث پڑھنے کی توفیق اور سعادت حاصل ہو گئی۔

علم حاصل کرنے کے لئے ادب و احترام ضروری ہے۔ جب تک ادب نہ ہو علم حاصل نہیں ہوگا۔ ادب یہ ہے کہ علم کے ذرائع کا احترام کیا جائے۔ کہ کس کس چیز کو علم سے نسبت ہے۔ ہر ایسی چیز کا احترام کرو، عزت کرو، جو حصول علم کا وسیلہ ہے۔ اساتذہ کی، کتابوں کی، قلم کی، روشنائی کی، غرض جتنی چیزیں اسلام سے وابستہ ہیں سب کی عزت کرو۔ سب کا احترام کرو۔ جو چیز علم کی تبلیغ کے لئے ہو۔ علم کی اشاعت کے لئے ہو جب تک اس کا ادب نہ کرو گے اس وقت تک علم کے انوار و تجلیات حاصل نہ ہوں گے۔ کلام اللہ کو۔ کلام رسول ﷺ کو، فقہ کی کتابوں کو ادب کے ساتھ رکھو۔ عزت کے ساتھ رکھو جب ان کی عزت کرو گے، ادب کرو گے تو پھر انشاء اللہ علوم حاصل ہوں گے۔

ادب بڑی شے ہے۔ دل و دماغ کی طہارت کے بعد اور روح اور قلب کی طہارت کے بعد دوسرا مطالبہ ہم سے ادب و احترام کا ہے۔ کہ ان علوم کا ادب و احترام کرو۔ مثلاً ایک شخص کہہ رہا ہے کہ حدیث شریف میں یہ آیا ہے اور حقیقت میں حدیث نہ ہو تو فوراً یہ مت کہو کہ حدیث میں نہیں ہے بلکہ حکم یہ ہے کہ گردن جھکا لو۔ کیونکہ اس نے حدیث کا نام لیا ہے۔ اس کے آگے گردن جھکا دو۔ پھر کہو کہ بھائی آئندہ ایسا نہ کہنا۔ یہ حدیث شریف نہیں ہے۔ بغیر تحقیق کے ایسی بات مت کہو لیکن اولاً نام سنتے ہی حدیث کا یا قرآن کا ضرور گردن جھکا دو۔ اس کے بعد پھر اللہ اور رسول اللہ کے کلام کا حوالہ دیا گیا ہے جھک جاؤ اپنی علمیت کا اظہار نہ کرو۔ کہ فوراً مناظرہ کرنے لگو۔ حکم یہ ہے کہ قرآن کریم کا نام سنو تو گردن جھکا دو۔ اس کے بعد تردید کرو۔ یہ ہے ادب۔ جن طالب علموں میں ادب نہیں ہے وہ محروم رہتے ہیں ؂

بے ادب محروم ماند از فضل رب

تو جس طرح طہارت ضروری ہے جیسا کہ میں نے ابھی اس کی اہمیت اور فضیلت بتائی۔ اسی طرح قدم دوم

روشنائی، کاغذ کے پرزے ان سب کا ادب بھی ضروری ہے۔

ہمارے حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ فرماتے تھے۔ کہ اگر کاغذ کا کوئی پرزہ پڑا ہوتا ہے تو اسے جلدی سے اٹھا لیتا ہوں کہیں اس کے اوپر کسی کے پاؤں نہ پڑ جائیں۔ تو کاغذ کا اس طرح ادب کرو گے تب جا کر تمہیں علم حاصل ہوگا۔ ادب بہت بڑی چیز ہے۔ علم سے جتنی چیزیں تعلق رکھتی ہیں ان سب کا ادب کرو۔ جب کاغذ۔ قلم۔ روشنائی اور کتاب کا ادب ضروری ہے تو پڑھنے والے کا ادب اس سے بھی زیادہ ضروری ہے۔

اساتذہ کرام کا ذکر ادب و احترام بڑا ضروری ہے۔ جب تک ان کا ادب و احترام نہ کرو گے۔ ان سے محبت نہ کرو گے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ وہ تم کو ایسی چیز عطا فرما رہے ہیں جو تمہاری استطاعت سے باہر تھی۔ یہ ان کی شفقت و محبت ہے کہ تمہیں درس دے رہے ہیں۔ نہایت ادب کے ساتھ سنو اور ان کا ادب کرو۔ ان کی عزت کرو۔ کیونکہ وہ تم کو بہت بڑی نعمت کا حامل بنا رہے ہیں جب تک ان کی عزت نہ کرو گے احترام نہیں کرو گے اس وقت تک صحیح علم حاصل نہیں ہوتا۔ جو طالب علم اساتذہ کا ادب کریں گے وہی ہونہار ہوں گے۔ وہی صاحب سعادت ہوں گے۔ وہی صاحبِ اقبال ہوں گے۔

دوسری بات اساتذہ سے متعلق ہیں۔ اساتذہ کے پاس اللہ کے اور اس کے رسولؐ کے کلام کی بہت بڑی امانت ہے۔ جو وہ طالب علموں کی طرف منتقل کر رہے ہیں ان کو بھی اسی طہارت کی ضرورت ہے۔ اسی نیت اور اخلاص کی ضرورت ہے اسی ادب کی ضرورت ہے۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے اس مرتبہ پر فائز کیا ہے کہ اخلاص نیت کے ساتھ جذبہ ایثار کے ساتھ، محبت کے ساتھ، شفقت کے ساتھ، پدرانہ محبت کے ساتھ۔ اللہ اور رسولؐ کے کلام کو طالب علموں کی طرف منتقل کریں۔ اپنے طالب علموں سے ایسی محبت ہونی چاہئے جیسی اپنی اولاد سے ہوتی ہے۔ ان کو اولاد سمجھیں اور اولاد جس طرح جسمانی تعلق رکھتی ہے۔ اسی طرح شاگرد کا بھی ایک روحانی تعلق ہے۔ ایمانی تعلق ہے اس لئے اساتذہ کو بڑا اہتمام کرنا چاہئے۔ کہ اپنے شاگردوں کے ساتھ شفقت کا، محبت کا دلسوزی کا، ایثار کا معاملہ کریں۔ یہ ان کی ذمہ داری ہے۔ جب درس دینے کے لئے آئیں تو خوب مطالعہ کر کے آئیں۔ شرح صدر کے ساتھ آئیں۔ اس کے بغیر درس کے لئے نہ آئیں۔

ایک واقعہ ضمناً یاد آ گیا۔ کہ حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ درس دیا کرتے تھے ایک دن آ کے بیٹھے اور فرمایا کہ میں آج درس نہیں دوں گا کیونکہ میں تیار ہو کے نہیں آیا۔ اس درس کا میں نے مطالعہ نہیں کیا حالاں کہ وہ بڑے جید عالم تھے۔ بغیر مطالعہ کے بیان کر سکتے تھے لیکن اس کو انہوں نے خیانت سمجھا کہ مطالعہ کے بغیر سبق پڑھائیں۔

تو بھی جب تک اساتذہ بھی اس قدر احتیاط نہ کریں گے اس میں برکت نہیں ہوگی۔ برکت اس میں جبھی

ہو گی جب کہ ان کے قول میں، ان کے ارشادات میں، اس کی تشریحات میں اخلاص نیت ہو گا۔ جذبۂ ایثار ہو گا۔ اور اللہ تعالیٰ کی رضا پیش نظر ہو گی۔

اساتذہ کو بھی اپنے طالب علموں کے ساتھ پدرانہ شفقت و محبت، دلجوئی اور دل سوزی کا معاملہ کرنا چاہیئے اور طالب علموں کو بھی اساتذہ کی اپنے باپ سے زیادہ عزت کرنی چاہئے۔ میں نے بتایا کہ ایک جسمانی عظمت ہے ایک روحانی اور ایمانی، طلبہ کا اساتذہ کے ساتھ جو رشتہ ہے یہ روحانی رشتہ ہے، ایمانی رشتہ ہے۔ اور جسمانی رشتہ سے بڑھ کر ہے۔ اس لئے اساتذہ کرام کے ادب کا خاص اہتمام کرنا چاہئے۔ ایسا کریں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ ہمیشہ کامیابی ہو گی۔ ہمیشہ مقصود حاصل ہو گا۔ درسگاہ تعلیم اور تعلم کے جو مقاصد ہیں وہ یہی ہیں کہ فطرتِ انسانیہ انسان کو حاصل ہو جائے۔ اللہ اور اللہ کے رسولؐ سے صحیح تعلق ہو جائے۔ اس کی یہی تدبیریں ہیں جو ہم نے بتائیں یعنی طہارت و ادب۔

طالب علموں کے لئے ایک اور اہم نصیحت ہے کہ خبردار! جب تک طالب علم ہو دارالعلوم کے احاطہ کے اندر ہو اپنی دینی علمی کتابوں کے علاوہ غیر چیزیں تمہارے سامنے نہ آئیں۔ اخبارات ہیں۔ ریڈیو ہیں۔ رسالے ہیں جانے کیا کیا چیزیں ہیں یہ تمہارے سامنے نہ آئیں۔ یہ سب چیزیں مضر ہیں ان سب میں سمیت ہے۔ دل و دماغ کو خراب کر دینے والی۔ بس تندہی کے ساتھ اللہ اور اللہ کے رسولؐ کے کلام کو پڑھتے رہو۔ نماز با جماعت کی پابندی کرو، ادعیۂ ماثورہ کا اہتمام کرو اور خبردار غیر متعلق چیزوں کی طرف توجہ نہ دو۔ آج کل کا ماحول، اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے بڑا شر انگیز ہے۔

تعارف و تلخیص :۔
حکیم الطاف احمد صاحب اعظمی (علیگ)

قسط اوّل

طبِ نبویؐ پر علاّمہ سیوطیؒ کا ایک مخطوطہ

طب النبیؐ، اسلامی سائنس کا ایک اہم موضوع ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف اوقات میں حفظان
صحت، اغذا اور امراض سے متعلق صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کو جو طبی ہدایات دیں ان کو ہمارے جلیل القدر محدثین نے
کتب احادیث میں جمع کر دیا ہے۔ امام بخاری نے اپنی صحیح میں اس موضوع کے لئے جو باب باندھا ہے وہ
کتاب الطب[1] ہے۔ اس میں ۸۵، ابواب ہیں۔ آخری باب کا عنوان ہے اذا وقع الذباب فی الاناء یعنی مکھی
اگر برتن میں گر جائے تو اس کا کیا حکم ہے۔

طب نبوی کی غیر معمولی اہمیت کی وجہ سے بعد کے ادوار میں مسلم علماء اور ارباب تحقیق نے حفظان صحت
، مفردات اور امراض سے متعلق کتب احادیث میں موجود روایات کو مختلف ابواب اور متعدد ذیلی طبی
عنوانات کے تحت ترتیب دے کر اسے الطب النبوی کا نام دیا ہے۔

طب النبی پر اب تک جو کتابیں مختلف زبانوں میں لکھی گئی ہیں ان میں سے حسبِ ذیل کتابیں طبی نقطۂ نظر سے
اہم اور قابل قدر ہیں۔

۱۔ الاحکام النبویہ فی الصناعۃ الطبیۃ ۔ یہ ابوالعلی عبدالکریم الحموی، علاء الدین کحال (متوفی ۷۲۰ھ)
کی تالیف ہے۔ جو مصر سے ۱۳۷۲ھ میں شائع ہو چکی ہے۔

۲۔ الطب النبوی ۔ یہ حافظ شمس الدین محمد بن احمد ابو عبداللہ الذہبی (متوفی ۷۴۸ھ) کی تالیف ہے۔
یہ کتاب متعدد بار چھپ چکی ہے۔

---

[1] صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۶

۳۔ زاد المعاد فی ھدی خیر العباد :۔ یہ علامہ ابن القیم الجوزی (متوفی ۷۵۱ھ) کی تالیف ہے۔ اس ضخیم اور مبسوط کتاب کی جلد دوم میں صاحب تالیف نے الطب النبوی کے عنوان سے بہت کچھ لکھا ہے بعد میں یہ حصہ علیحدہ کتاب کی صورت میں الطب النبوی کے نام سے شائع ہوگیا۔

۴۔ المنہج السوی والمنہل الروی فی الطب النبوی : یہ جلال الدین ابو الفضل عبدالرحمن بن ابی بکر السیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) کی تالیف ہے اور ابھی تک غیر مطبوعہ ہے۔

۵۔ الطب النبوی : یہ ابو القاسم حبیب نیشاپوری کی تالیف ہے۔

۶۔ صحیفۃ الشفاء : یہ عماد معروف بہ محمود المتطبب کی فارسی تالیف ہے جسے انہوں نے ۱۰۲۵ھ میں لکھ کر ابو النصر نظام شاہ کی خدمت میں نذر کیا۔

۷۔ الطب النبوی : یہ جلال الدین سیوطی کی متذکرہ بالا کتاب الطب النبوی کا فارسی ترجمہ ہے جسے حکیم محمد اکبر شاہ ارزانی نے عالمگیر بادشاہ کے مطالعہ کے لئے کیا تھا۔ حکیم ارزانی نے اس رسالے کو عالمگیر کے نام معنون کیا ہے۔ یہ رسالہ ۱۸۰۱ء میں بمبئی سے شائع ہوچکا ہے۔ اس کا ایک قلمی نسخہ برٹش میوزیم میں محفوظ ہے۔

۸۔ الطب النبوی : یہ محمد ابن عمر حکیمنی (مولف قانونچہ) کی تالیف ہے یہ کتابچہ ۱۸۸۸ء میں طہران سے شائع ہوچکا ہے۔

۹۔ الطب النبوی : یہ محمد اکرام الدین کی اردو تالیف ہے۔ اور ۱۹۵۳ء میں نول کشور پریس لکھنو سے شائع ہوچکی۔

۱۰۔ الطب النبوی : یہ مولوی قطب الدین احمد کی اردو تالیف ہے۔ اور محبوب المطابع دہلی سے شائع ہوچکی ہے۔ لیکن سال طباعت معلوم نہیں۔ اس کتاب کا ایک نسخہ میں نے شبلی منزل (اعظم گڑھ) میں دیکھا ہے۔ لیکن سال طباعت اس پر بھی درج نہیں ہے۔

طب النبی پر متذکرہ بالا کتابوں میں حافظ ذہبی کی الطب النبوی، علامہ ابن القیم الجوزی کی الطب النبوی اور جلال الدین سیوطی کی المنہج السوی والمنہل الروی فی الطب النبوی زیادہ اہمیت کی حامل ہیں۔ زیر نظر مقالہ کا مقصد صرف موخر الذکر تالیف کی تلخیص و تعارف پیش کرنا ہے۔

المنہج السوی والمنہل الروی جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے ابھی تک غیر مطبوعہ ہے[1] اس کا ایک

---

[1] ڈاکٹر پیرن نے علامہ ذہبی کی الطب النبوی کا ترجمہ فرنچ میں کیا ہے اور اسی ترجمہ کو ڈاکٹر سائرل الگوڈ نے تقریباً سو سال کے بعد انگریزی میں منتقل کیا۔ ان دونوں مترجموں نے غلطی سے ترجمہ شدہ "الطب النبوی" کو جلال الدین سیوطی کی طرف منسوب کردیا ہے۔ میں نے ڈاکٹر سائرل الگوڈ کا انگریزی ترجمہ دیکھا ہے۔ اس کے ابواب و (باقی اگلے صفحہ

نسخہ آئی۔ ایچ۔ ایم آر کی میڈیکل لائبریری کے ذخیرہ مخطوطات میں، دوسرا نسخہ آصفیہ لائبریری (حیدرآباد) میں اور تیسرا نسخہ نہایت اچھی حالت میں ARABIC AND PERSIAN RESERCH-INSTITUTE, TONK) میں موجود ہے آئی ایچ ایم آر میں موجود نسخہ میرے پیش نظر رہا ہے یہ نسخہ "8×4½" سائز کا ۱۴۴ صفحات پر مشتمل ہے اس کے ہر صفحہ پر ۱۳ سطریں ہیں۔ مخطوطہ اچھی حالت میں نہیں ہے۔ تقریباً ہر صفحہ پر بٹر پیپر لگا ہوا ہے۔

مخطوطہ پر نہ تو سال کتابت درج ہے اور نہ ہی کاتب کا نام۔ تلاش بسیار کے باوجود اس کا سال تالیف بھی معلوم نہ ہو سکا۔ حاجی خلیفہ نے کشف الظنون (ج ۲ ص ۵۵۶) میں اس مخطوطہ کا ذکر کیا ہے لیکن سال تالیف انہوں نے بھی نہیں لکھا۔

مخطوطہ کے مؤلف شیخ جلال الدین سیوطی ماہ رجب ۸۴۹ھ مطابق ۱۳ اکتوبر ۱۴۴۵ء میں مصر کے مشہور شہر قاہرہ میں پیدا ہوئے اور اپنے وقت کے معروف اساتذہ میں مختلف علوم و فنون کی تحصیل کی۔ کثیر التصانیف ہیں۔ تفسیر، حدیث، نحو و لغت اور فقہ پر ان کی معرکہ آرا کتابیں ان کے تبحر علم، وسعت معلومات، حافظہ اور غیر معمولی قوت تحریر کی غمازی کرتی ہیں۔ بعض اہل علم ان کی کتابوں کی تعداد ۵۰۶ بتاتے ہیں لیکن خود انہوں نے حسن المحاضرہ میں اپنی کتابوں کی تعداد ۳۰۰ بتائی ہے۔

طب النبی پر مؤلف مذکور کی کتاب "المنہج السوی والمنہل الروی" ایک اہم طبی تالیف ہے۔ مؤلف نے اس کتاب میں مختلف ابواب کے تحت ان تمام احادیث کو جمع کر دیا ہے جو طب سے متعلق کتب احادیث میں موجود ہیں جیسا کہ کتاب کے مقدمہ میں خود انہوں نے لکھا ہے:-

لهذا كتاب جمعتُ فيه الاحاديث الواردة فى الطب مرتبة على الابواب
بما يُبيّن حال الحديث صحة وحسنًا وضعفا ووضعًا ينتفع به
اولوالالباب وتركت كثيراً مما اورده المصنفون فى هذا الفن

بقیہ صفحہ مضامین جلال الدین سیوطی کی تالیف "المنہج السوی والمنہل الروی فی الطب النبوی"، ابواب و مضامین سے بالکل مختلف ہیں۔ بعض اصحاب علم اس عظیم علمی غلطی کا ذمہ دار حاجی خلیفہ کو ٹھہراتے ہیں حاجی خلیفہ نے کشف الظنون میں ایک جگہ الطب النبوی کے عنوان سے جلال الدین سیوطی کا ذکر کیا ہے اور دوسری جگہ ان کی اصل کتاب المنہج السوی والمنہل الروی" کا ذکر کر دیا ہے جس سے ڈاکٹر پیرن اور ڈاکٹر الگوڈ کو یہ غلط فہمی لاحق ہوئی کہ اول الذکر الطب النبوی کے مؤلف جلال الدین سیوطی ہیں۔ دیکھیں جرنل "اسٹڈی ان ہسٹری آف میڈیسن" ج ۱ نمبر ۳۔ ستمبر ۱۹۷۷ء، ص ۲۴۶

لاشتہارہ بتفرّدٍ وصناع اوکذّاب واللہ ربی لا الٰہ الا ھو علیہ توکلت

والیہ متاب"

جلال الدین سیوطی نے تالیف مذکور میں حفظانِ صحت، غذا، مفردات اور امراض سے متعلق روایات کو ابواب میں اور بعض ابواب کو ذیلی عنوانات میں تقسیم کیا ہے۔ تمام ابواب کو ملا کر حدیثوں کی مجموعی تعداد کم بیش ۴۳۵ ہے۔ جن میں مکرر، مرفوع، موقوف، ضعیف اور موضوع احادیث بھی شامل ہیں۔ اس تعارف کے بعد اب میں ابواب کتاب کی تلخیص پیش کروں گا۔

باب ابتداء الطب | اس باب میں صرف ایک روایت ہے جسے حاکم نے مستدرک میں ابن عباسؓ سے موقوفاً روایت کیا ہے۔ اور اسے صحیح قرار دیا ہے۔ روایت یہ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تھے تو سامنے ایک درخت اگا ہوا دیکھتے تھے اور اس کا نام پوچھتے تھے اگر وہ درخت دوا کی غرض سے ہوتا تھا تو اس پر لکھ جاتا تھا اور اگر دوا سے خالی ہوتا تھا تو درخت کی صورت میں باقی رہتا تھا[1]

باب الامر بالتداوی | اس باب میں روایتوں کی تعداد ۹ ہے جن میں ایک موقوف روایت بھی شامل ہے۔ ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عہدِ نبوی میں صحابہ کرام کا جوشِ ایمانی اور توکل علی اللہ کا جذبہ اس حد تک بڑھ گیا تھا کہ بعض اصحاب رسول صلعم نے علاج و معالجہ کو خلافِ توکل سمجھ لیا۔ چنانچہ انہوں نے حضورؐ سے پوچھا[2]

یارسول اللہ ھل علینا من جناح ان لا نتداوی اے اللہ کے رسول اگر ہم علاج نہ کریں تو کیا کسی گناہ کے مرتکب ہوں گے؟

آپ نے فرمایا: "تداووا عباد اللہ فان اللہ لم یضع داءً الا وضع معہ شفاء وفی لفظ الا وضع معہ لہ دواء غیر داءٍ واحد الھرم"۔

"اللہ کے بندو! علاج کرو اس لئے کہ اللہ نے ہر بیماری کی دوا پیدا فرمائی ہے صرف ایک کے علاوہ اور وہ بڑھاپا ہے" (رواہ ابوداؤد والترمذی والحاکم)

---

[1] روایت کا مضمون اس کے غیر صحیح ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ علامہ ابن قیم کی الطب النبوی میں یہ باب ہو نہیں ہے اور نہ اس مضمون کی کوئی حدیث بیان ہوئی ہے (الطاف) [2] مسند امام احمد میں جو روایت اسامہ بن شریکؓ سے مروی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پوچھنے والے اعرابی تھے۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں:-

قال کنت عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذ جاءت الاعراب فقالوا یارسول اللہ، انتداوی؟ فقال: نعم یا عباد اللہ تداووا فان اللہ عزوجل لم یضع داء، الا وضع لہ شفاء، غیر داءٍ واحد۔ قالوا: ما ھو؟ قال الھرم

باب۳۔ لکل داءٍ دواءٌ | اس باب میں روایات کی تعداد ۴ ہے۔ ان روایتوں کے مضامین وہی ہیں جو باب دوم میں بیان ہوچکے ہیں یعنی ما انزل اللہ داءً الا انزل لہ شفاءً[1] (رواہ البخاری)

باب۴۔ الحمیۃ | اس باب میں روایتوں کی تعداد ۷ ہے۔ اور سب پرہیز سے متعلق ہیں۔ ایک روایت میں بیان کیا گیا ہے کہ ایک بار آنحضورؐ حضرت عائشہؓ کے پاس بغرض عیادت تشریف لے گئے اور فرمایا "عائشہ سب سے اچھی دوا پرہیز ہے اور معدہ بیماری کا گھر ہے" (رواہ الحاکم عن عائشہ)

باب۵۔ ترک الافراط فی الحمیۃ | اس باب میں صرف ایک روایت ہے جس میں بیان کیا گیا ہے کہ ایک بار حضرت عائشہ صدیقہؓ بیمار ہوئیں تو ان کے گھر والوں نے کھانے پینے کی ہر چیز حتیٰ کہ پانی تک کو ممنوع قرار دے دیا۔ ایک رات انہیں سخت پیاس لگی۔ افتاں و خیزاں وہ کسی طرح مشک تک پہنچ گئیں اور جی بھر کر پانی پیا۔ پانی پینے کے ساتھ ہی ان کو محسوس ہوا کہ وہ پہلے سے بہت بہتر ہیں (رواہ الحاکم)

۔ التوقی والتحرز عما یخاف منہ | اس باب میں صرف ایک روایت ہے جس میں بیان کیا گیا ہے کہ آنحضورؐ کو جب کسی ہدیہ کے متعلق شبہ ہو جاتا تھا تو آپ اس وقت تک نہیں کھاتے تھے جب تک کہ صاحب ہدیہ خود اس میں سے کچھ کھا نہیں لیا کرتا تھا (رواہ الطبرانی) اس روایت میں خیبر کے ہدیہ (ہدیۃ الشاۃ) کی طرف اشارہ کیا گیا ہے

باب۷۔ تدبیر الصحۃ | اس باب میں روایتوں کی مجموعی تعداد ۹۰ ہے۔ مؤلف کتاب نے اس باب کو درج ذیل عنوانات میں تقسیم کیا ہے۔

۱۔ **الماکول**۔ اس سے متعلق ۲۱ روایتیں ہیں جن میں اصول حفظانِ صحت اور آداب طعام بیان کئے گئے ہیں مثلاً آپ نے فرمایا ہے کہ:۔

"روزہ رکھو، ہمیشہ صحت مند رہو گے" (رواہ ابن السنی)

خواہ چند کھجوریں ہی کھاؤ۔ مگر شب کا کھانا کھا کر سویا کرو۔ اس لئے کہ شب کا کھانا چھوڑ دینے سے ضعفِ بدن لاحق ہوتا ہے (رواہ الترمذی، وقال منکر) گوشت کو چاقو سے نہ کاٹو کیونکہ یہ عجمیوں کا طریقہ ہے بلکہ اسے دانتوں سے پکڑ کر کھاؤ۔ کہ یہ طریقہ بہتر ہے اور اس میں لذت کام و دہن زیادہ ہے" (رواہ ابوداؤد والبیہقی)

۲۔ **المشروب**۔ اس میں روایتوں کی تعداد ۲۰ ہے جن میں پانی جیسے مشروب کی فضیلت، اصولِ حفظانِ صحت اور پانی پینے کے آداب بیان کئے گئے ہیں۔ مثلاً آپؐ نے فرمایا "دنیا و آخرت دونوں میں سب سے افضل

---

[1] مسند احمد میں ایک روایت عبداللہ بن مسعود سے ہے ان اللہ عزوجل لم ینزل داءً الا انزل لہ شفاء علمہ وجہلہ من جہلہ

مشروب پانی ہے۔ (رواہ الحاکم) " پانی کو رک رک کر یعنی گھونٹ گھونٹ کر کے پیا کرو۔ برتن سے منہ لگا کر ایک بار میں نہ پیا کرو" (رواہ البیہقی عن عائشہؓ) جانوروں کی طرح پیٹ کے بل ہو کر پانی نہ پیا کرو۔ اور نہ ایک ہاتھ سے پانی پیا کرو" (رواہ مسلم)

۳۔ النوم والیقظہ: اس میں آٹھ روائتیں ہیں جن میں سونے اور جاگنے کے آداب بیان کئے گئے ہیں مثلاً آپ نے فرمایا "جب شب میں سونے کے لئے بستر پر جاؤ تو پہلے وضو کر کے نماز پڑھو۔ پھر داہنی کروٹ لیٹ کر سو جاؤ"۔ (رواہ الشیخان) "صبح کو سونا روزی کو کم کرتا ہے" (رواہ عبداللہ بن احمد فی زیادات المسند عن عثمان بن عفانؓ)

۴ الریاضۃ: اس میں چار روائتیں ہیں۔ جن میں صحت جسمانی کی حفاظت کے لئے ریاضت (EXCERCISE) کی اہمیت پر زور دیا گیا ہے۔ اس ضمن میں حضرت عائشہؓ اور آنحضورؐ کے درمیان دوڑ میں مسابقت کے واقعہ کو بطور مثال پیش کیا گیا ہے (رواہ ابو داؤد والترمذی)

۵۔ المسکن والھواء۔ اس میں ۷ روائتیں ہیں جن میں اس امر کی تعلیم دی گئی ہے کہ بیماری کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پھیلانے سے اجتناب کرنا چاہیئے۔ چنانچہ آنحضور کا ارشاد ہے "اگر کسی جگہ طاعون کی بیماری پھیلی ہو تو اس جگہ نہ جاؤ اور اگر تم پہلے سے وہاں موجود ہو تو دوسری جگہ نہ جاؤ" (رواہ الشیخان)

تاریک مکانوں میں رہنے سے آنحضورؐ نے منع فرمایا ہے۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ آنحضورؐ کسی ایسے گھر میں تشریف نہیں رکھتے تھے جس میں چراغ روشن نہ ہو" (رواہ البزار)

۶۔ الجلوس: اس میں ۸ روائتیں ہیں جن میں حارث بن کلدہ کا ایک قول بھی شامل ہے۔ ان روایتوں میں دھوپ میں تا دیر بیٹھنے سے منع کیا گیا ہے کہ اس سے رنگ متغیر اور کپڑے بوسیدہ ہوتے ہیں (رواہ ابونعیم وابن السنی)

۷۔ الامور النفسیۃ: اس میں روایتوں کی تعداد ۶ ہے جن میں کثرت رنج وغم کے نقصانات بیان کئے گئے ہیں مثلاً حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے۔ "جس نے فکر و غم زیادہ کیا اس نے اپنے جسم کو بیماری میں مبتلا کیا" (رواہ السنی)

۸۔ الجماع۔ اس میں ۱۶ روائتیں ہیں۔ جن میں آداب معاشرت کی تعلیم دی گئی ہے۔ ایک روایت میں آنحضورؐ نے شوہر دیدہ عورت کے مقابلے میں کنواریوں سے نکاح کرنے کی ترغیب دی ہے، کیونکہ یہ زیادہ شیریں سخن، اولاد پیدا کرنے کی طرف مائل اور کم پر راضی ہو جانے والی ہوتی ہیں[1] (رواہ ابن ماجہ)

---

[1] جابر روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے ان سے پوچھا "کیا تمہاری شادی ہو گئی ہے"؟ میں نے کہا "ہاں!" آپ نے فرمایا کنواری سے یا شوہر دیدہ سے"؟ میں نے کہا "شوہر دیدہ سے" فرمایا۔ "کنواری سے کرتے تو تم اس سے کھیلتے اور وہ تم سے کھیلتی" (رواہ الشیخان)

۹۔ الغسل والحمام | اس میں پانچ روائیتیں ہیں جس میں غسل وحمام کے آداب وفوائد بیان کئے گئے ہیں ایک روایت میں آنحضورؐ نے حمام میں ننگے ہو کر نہانے سے منع کیا ہے (رواہ الطبرانی)

۱۰۔ الادّھان : اس میں چار روائیتیں ہیں جن میں سر اور بدن میں تیل لگانے کے آداب بیان کئے گئے ہیں۔

۱۱۔ النزھۃ والالوان : اس میں ۷ روائیتیں ہیں جن میں بیان کیا گیا ہے کہ سبز اشیاء یا سبز رنگ پانی اور "وجہ حسن" کی طرف دیکھنے سے بصارت میں اضافہ ہوتا ہے۔ (رواہ ابن السنی)

آنحضورؐ کو سبز رنگ پسند تھا۔ (رواہ ابن السنی)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ کو پیلا رنگ پسند تھا اور آپ کے کپڑے اسی رنگ میں رنگے جاتے تھے

(رواہ ابوداؤد والنسائی)

۱۲۔ تدبیر الصیف : اس میں تین روائیتیں ہیں جن میں موسم گرما کی شدید گرمی سے حفاظت کی تدابیر بیان کی گئی ہے۔ مثلاً حجامت اور ٹھنڈے پانی کا استعمال وغیرہ (رواہ الحاکم وابن ماجہ)

۱۳۔ تدبیر الطفل : اس میں ۵ روائیتیں ہیں۔ جن میں بچوں کے ساتھ نرمی اور شفقت کی تعلیم دی گئی ہے۔ (رواہ ابوداؤد) اور قتل اولاد سے منع کیا گیا ہے۔ (رواہ ابوداؤد)

باب ۸۔ تشریح الاعضاء | اس باب میں روایتوں کی تعداد ۲۰ ہے ان میں بعض روائیتیں موضوع ہیں اور بعض وہ ہیں جن کا تشریح الاعضاء سے کوئی تعلق نہیں۔ صرف ایک روایت میں مختصراً تخلیق جنین کے مدارج کا ذکر کیا گیا ہے اور اسے بخاری ومسلم نے روایت کیا ہے۔

باب ۹۔ القلب محل الروح | اس باب میں صرف ایک روایت ہے جس میں قلب وجسم کے تعلق کو ایک کوڑھی اور اندھے کی تمثیل سے واضح کیا گیا ہے۔ (رواہ ابن السنی)

باب ۱۰۔ فی المفردات علی حروف المعجم | اس باب میں کل ۳۵ روائیتیں ہیں اور ان روایتوں میں جن مفردات کا ذکر آیا ہے۔ ان کی تعداد ۶۰ ہے۔ ان مفردات کے طبی افعال وخواص کو اختصار کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے۔ حاشیے میں وہ طبی افعال وخواص بھی درج کر دیئے گئے ہیں۔ جو یونانی علم الادویہ کی کتابوں میں مذکور ہیں تاکہ قارئین تعالیٰ مطالعہ کر سکیں اور ان کی طبی معلومات میں اضافہ ہو۔

۱۔ اُترُج (ترنج) اس سے متعلق تین روائیتیں ہیں طبی افعال وخواص کا کوئی ذکر نہیں [۲]

---

[۲] اس کو ہندی میں بجورا کہتے ہیں مقوی قلب ہے اور لطافت بخشتا ہے، قابض ہے صفراوی قے اور جوش صفرا کو تسکین دیتا ہے۔ خفقان تشنگی اور صفراوی دستوں میں مجرب ہے بھوک لگاتا ہے جگر ومعدہ کو تقویت دیتا ہے (باقی اگلے صفحہ پر)

۲. إثمد[۱] (سرمہ) اس سے متعلق ۵ روایتیں ہیں۔ ایک روایت میں آنحضورؐ نے فرمایا ہے کہ "سرمہ لگاؤ کیونکہ اس کے استعمال سے بینائی میں اضافہ ہوتا ہے" (رواہ الترمذی فی الشمائل وابن ماجہ)

۳. أرُز[۲] (چاول) اس سے متعلق دو روایتیں ہیں اور دونوں ہی موضوع ہیں۔

۴. إهليلج[۱] (ہلیلہ) اس سے متعلق دو روایتیں ہیں جن میں بیان کیا گیا ہے کہ اس میں ۷۰ بیماریوں کی دوا ہے (رواہ ابونعیم واخرجہ الحاکم)

۵. باذنجان[۳] (بینگن) اس سے متعلق ایک روایت ہے اور وہ موضوع ہے۔

۶. بیض[۳] (انڈا) اس سے متعلق ایک ہی روایت ہے اور وہ بھی موضوع۔

۷. بصل[۵] (پیاز) اس سے متعلق دو روایتیں ہیں۔ طبی افعال وخواص کا کوئی ذکر نہیں ایک روایت میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ آنحضورؐ نے جو آخری کھانا کھایا اس میں پیاز شامل تھی (رواہ ابوداؤد)

بقیہ گذشتہ صفحہ۔ اس کا سوکھا پوست کپڑوں میں رکھنا کیڑوں سے حفاظت کرتا ہے اس کا بیج بچھو اور سانپ کے کاٹے میں مفید ہے۔ [۲] ایک روایت میں قرآن پڑھنے والے مومن کی مثال اترج سے دی گئی ہے جس کا مزہ اور بو دونوں خوشگوار اور فرحت بخش ہوتے ہیں (رواہ الشیخان) [۳] قابض ہے خشکی لاتا ہے، حافظ صحت چشم وبصارت ہے آنکھوں کی سردی وگرمی اور میل کو دفع کرتا ہے زخموں کو بھرتا ہے نکسیر اور جریان اور حیض کو بند کرتا ہے اس کا حمول خروج مقعد میں مفید ہے [۴] خلط صالح پیدا کرتا ہے اور بدن کو فربہ کرتا ہے پیچش اور آنتوں کے زخم وخراش اور خونی دستوں میں مفید ہے اگر اسے پیس کر منہ پر ملیں تو دانوں کے نشان زائل کرتا ہے۔ بھونا ہوا چاول قابض اور پیچش اور دست میں مفید ہے۔

---

[۱] دماغ اور معدہ کو قوت دیتا ہے ذہن کو تیز کرتا ہے، دست آور ہے، منقح سدہ ہے، مالیخولیا، خون، خفقان ریاح اور ریحی بواسیر میں نافع ہے بلغمی رطوبات کو خشک کرتا ہے [۲] معدے کے سدوں کو کھولتا ہے، صلابتوں کو نرم کرتا ہے قلیل الغذا اور کثیر الفضول ہے بواسیر میں نافع ہے بینگن کو پانی میں اس قدر جوش دیں کہ وہ گل جائے، صاف کر کے روغن زیتون میں جوش دیں کہ صرف تیل رہ جائے اس تیل کو مسوں پر ملیں اور اس کا ثفل شب میں مسوں پر باندھ دیں اس سے چند روز بعد مسے خود بخود گر جاتے ہیں بینگن کے کثرت استعمال سے چہرے کا رنگ خراب ہو جاتا ہے اس کے علاوہ یہ پھوڑے پھنسی، داد، بواسیر اور قولنج پیدا کرتا ہے [۳] زردی نیم برشت مقوی دل ودماغ، صالح الکیموس، کثیر الغذا اور قلیل الفضول ہے زیادہ پکانے سے اس کے مفید اجزا ضائع ہو جاتے ہیں [۴] بھوک بڑھاتی ہے ہاضم اور مقوی باہ ہے خصوصاً چکنے گوشت کے ہمراہ پکائی ہوئی وبائے ہوائی کی مضرت کو دور کرتی ہے محلل ریاح ہے امراض چشم میں مفید ہے مدر بول وحیض ہے اس کا پانی کان میں ڈالنا ثقل سماعت میں نافع ہے۔

۸۔ بطیخ[1] (خربوزہ) اس سے متعلق دو روائیتیں ہیں۔ طبی افعال وخواص کا کوئی ذکر نہیں۔
پہلی روایت میں ہے کہ آنحضورؐ دائیں ہاتھ میں کھجور اور بائیں میں خربوزہ لیتے تھے اور کھجور کو خربوزہ کے ساتھ کھاتے تھے۔ (رواہ الحاکم فی المستدرک)

۹۔ بقل (سبزی) ایک روایت ہے طبی افعال وخواص کا کوئی ذکر نہیں۔

۱۰۔ بلح[2] (کچی کھجور) اس سے متعلق ایک روایت ہے طبی افعال وخواص کا کوئی ذکر نہیں۔

۱۱۔ تمر[3] (خشک کھجور) اس سے متعلق ۱۶ روائیتیں ہیں جن میں تمر کو بہترین غذا کے ساتھ مفید امراض بتایا گیا ہے ایک روایت میں بیان کیا گیا ہے کہ آنحضورؐ جو کی روٹی کے ساتھ کھجور تناول فرماتے تھے (رواہ ابوداؤد والترمذی)

۱۲۔ بنفسج[4] (بنفشہ) اس سے متعلق دو روائیتیں ہیں اور دونوں ہی موضوع ہیں۔

۱۳۔ تین[5] (انجیر) اس سے متعلق ایک روایت ہے جس میں تین کو بواسیر اور نقرس میں مفید بتایا گیا ہے۔
(رواہ ابن السنی)

۱۴۔ تراب[6] (مٹی) اس سے متعلق دو روائیتیں ہیں۔ طبی افعال وخواص کا کوئی ذکر نہیں۔ (باقی)

---

[1] مجلی وملطف ہے۔ تری پیدا کرنا، بدن کو فربہ بناتا ہے۔ منفخ سرد ہے۔ گردوں کی اصلاح کرتا ہے۔ پیشاب خوب لاتا ہے اس کے چھلکے کا لیپ جھائیں کو دور کرتا ہے۔ [2] مسوڑھوں اور معدہ وجگر کو قوت دیتا ہے، قاطع قے صفراوی واسہال مزمن، مدر بول [3] بالخصوص مادہ صفرا کو بذریعہ اسہال نکالتا ہے۔ پیاس اور حدت خون اور حلق کی خشونت کو رفع کرتا ہے۔ محلل اورام ہے۔ منوم ہے۔ سوزش مثانہ میں مفید ہے [4] خون صالح پیدا کرتا ہے۔ کثیر الغذا ہے بدن کو فربہ کرتا ہے۔ مقوی باہ ہے۔ گردہ وکمر کو قوت بخشتا ہے۔ فالج ولقوہ میں نافع ہے۔ پتھری کو توڑتا ہے۔ سینہ اور پھیپھڑوں کے موافق ہے [5] لطیف اور محلل ریاح ہے۔ صرع، فالج، لقوہ اور دوسرے امراض بلغمی میں نافع ہے۔ حرارت تشنگی کو دور کرتا ہے۔ ملین طبع، مسمن بدن اور معرق (پسینہ لانے والی) ہے۔ خفقان، دمہ کھانسی اور درد سینہ میں مفید ہے [6] مجفف اور رادع ہے

مضامین صاف خوشخط اور سیاہی سے کاغذ کے ایک طرف تحریر فرمائیے

بہار، رنگا رنگ پھولوں، شاداب چہروں اور بیدار آنکھوں کا موسم
پھر بھی کچھ چہرے بے آب اور کچھ آنکھیں بے رونق کیوں؟

موسم بہار میں چہار سُو نئی کونپلیں اور تازہ پھول کھل اٹھتے ہیں اور روئے زمین پر زندگی انگڑائی لے کر جاگ اٹھتی ہے۔

اس موسم بیدار میں صحت بخش خون چہروں پر حُسن بن کر جھلک اٹھتا ہے اور آنکھوں میں ایک نئی چمک پیدا کر دیتا ہے۔

لیکن اگر خون میں فاسد مادے سرایت کر جائیں تو پھوڑے پھنسیوں، مہاسوں اور کئی دوسری جلدی بیماریوں کی شکل اختیار کر لیتے ہیں جس سے چہرے بے آب اور آنکھیں بے شباب نظر آتی ہیں۔

بہار کے موسم میں صافی کا باقاعدہ استعمال فاسد مادوں کو خارج کر کے خون کو صاف اور صحت بخش رکھتا ہے اور یہی صاف خون چہروں پر حُسن بن کر جھلک اٹھتا ہے۔

اقوالِ اخلاق
اگر تمہارا ظاہر و باطن یکساں ہے تو تم قابلِ قدر انسان ہو

Adarts · HSF 1/84

اِن دنوں ملک بھر میں شریعت بل اور تحریک نفاذِ شریعت کا چرچا ہے۔ کراچی سے پشاور تک شریعت بل کے سلسلہ میں دستخطی مہم عروج پر پہنچ چکی ہے۔ ۱۴ مارچ ۱۹۸۶ء کو ملک بھر میں شریعت بل منظور کرنے اور بلا تاخیر اس کے نافذ کر دینے کے سلسلہ میں بڑے بڑے جلسے ہوئے، جلوس نکلے بعض مقامات پر شریعت کے پروانوں اور شریعت بل کو منظور کرانے کا مطالبہ کرنے والوں پر لاٹھی چارج ہوا اور گولیاں بھی چلیں، گلگت میں ایک عالم دین مولانا عبدالشکور مطالبہ نفاذِ شریعت کے جرم میں پولیس کی گولی کا نشانہ بنے اور شہادت حاصل کی اور ان کے کئی ایک رفقاء بھی زخمی ہوئے۔

شریعت بل کو سینٹ میں پیش ہوئے دس ماہ کا عرصہ ہو چکا ہے۔ محرکین بل مولانا سمیع الحق اور قاضی عبداللطیف اور ان کے رفقاء نے جس خلوص و اعتماد اور جس حسن ظن سے یہ بل اسلام کے نام پر وجود میں آنے والے ایوان میں پیش کیا ۱۱ ماہ کے بحث مباحثے حکومت کے رویہ اور اکثریتی پارٹی کے لیت و لعل سے حکومت کے تیور بھی پڑھے جا سکتے ہیں۔ حیرت اس پر ہے کہ ایوان کے کرنے کا جو سب سے پہلا کام تھا اسے سب سے آخر میں بلکہ ٹالنے اور التواء میں ڈال دینے کی کوششیں کی جا رہی ہیں۔ آج نظام شریعت کو ہندوؤں اور انگریز سے نہیں بلکہ اسلام کی دعویدار اور محبت کا ڈھنڈورا پیٹنے والوں سے گلہ ہے ؎

اغیار کی جفائیں تو زخمی نہ کر سکیں
احباب کے خلوص کے مارے ہوئے ہیں ہم

شریعت بل کی تشہیر بھی ٹالنے اور نظام شریعت کو مزید پیچھے کی طرف دھکیلنے کا ایک حربہ ہے۔ یہ بھی دین کی اپنی کرامت ہے اور نظام شریعت کا معجزہ کہ بہت سوں کے اور بڑی بڑی ذی اثر شخصیتوں کے نہ چاہنے اور بعض مؤثر سرکاری حلقوں کی شدید مخالفت کے باوجود شریعت بل بطور ایجنڈا بحث کیلئے منظور کر لیا گیا۔ مگر اس کے باوجود اسے بے دست و پا کرنے حلیہ بگاڑنے اور دبا دینے میں کوئی کسر نہ چھوڑی گئی ——— ایوان میں نظام شریعت (شریعت بل) کی مظلومیت کا اندازہ سینیٹر مولانا سمیع الحق کی اس تحریک التواء سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے جو انہوں نے

۱۰ دسمبر ۱۹۸۵ء کو ایوان میں پیش کی اور کہا :

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔جناب چیئرمین صاحب ! میں تحریک التوا پیش کرتا ہوں کہ حسب ذیل مسئلہ کو جس سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے زیرِ غور لایا جائے ۔ سینٹ میں میرا اور قاضی عبداللطیف صاحب کا پیش کردہ شریعت بل قواعد کے مطابق سٹینڈنگ کمیٹی کے سپرد کرنا چاہیئے تھا اور ضوابطِ کار سینٹ کی دفعہ ۱۶۴ کے تحت کمیٹی کو اس بارے میں تیس۳۰ دن کے اندر اپنی رپورٹ ایوان میں پیش کرنی چاہیئے تھی ۔ اب جبکہ ایسا نہ ہو سکا تو ضوابطِ کار کی دفعہ ۸۳ کے تحت حکومت نے اس بل کو خود ایوان میں پیش کرنا تھا جبکہ تقریباً تین ماہ کا عرصہ گذرنے کے باوجود نہ تو رپورٹ آئی اور نہ حکومت نے اب اسے پیش کیا اس طرح دفعہ ۱۶۴ اور دفعہ ۸۳ کی صریح خلاف ورزی سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ۔"

اپنی تحریکِ التوا پر ایوان میں تقریر کرتے ہوئے مولانا سمیع الحق نے کہا :

میں شریعت بل کے پیش کرنے کے بعد سینٹ کے قواعد اور دفعات کی اس قدر صریح خلاف ورزی سے ۔ اس حقیقت کو سمجھ رہا ہوں حالانکہ یہ مسئلہ بھی ایسا ہے جو کہ بہت حساس اور نازک ہے ۔ اس شریعت بل پر پورے ملک کی نگاہیں لگی ہوئی ہیں ۔ تو اس کے بارے میں اتنی بے اعتنائی یہ پورے مسلمانوں کے جذبات کے ساتھ کھیلنا ہے ۔

مولانا سمیع الحق صاحب کو بھی یہ کوئی نیا تجربہ نہیں ، اس سے قبل بھی مجلس شوریٰ اور مسٹر بھٹو کے زمانہ میں اپنے والدِ محترم شیخ الحدیث مولانا عبدالحق ایم ۔این ۔ اے کے ساتھ وہ اسمبلیوں کی کارروائیوں اور امریکہ کے اشاروں پہ ایمان رکھنے والوں کو پرکھ چکے ہیں مگر اس کے باوجود بھی ایوان میں حق کی شمع جلائے رکھنا اپنا فریضۂ منصبی سمجھتے ہیں اور واقعہ بھی یہ ہے کہ علماء کیلئے حق منوانا فرض نہیں ، حق پہنچانا فرض ہے ۔ ختم اللہ علی قلوبھم ۔ (اللہ نے کفار کے دلوں پہ مہریں لگا دی ہیں) کے باوجود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تبلیغِ حق کے فرض سے پیچھے نہیں ہٹے اور اپنے چچا کو مرتے دم تک ، کان میں بھی حق کی آواز اور اسلام کا پیغام پہنچایا ۔

علماء کا بھی یہی فرض ہے کہ دل جتنے تاریک ہو جائیں ، کام منافقوں کے ہوں ، ماحول دنیا پرستوں کا ہو ، اعراض یقینی ہو ، تب بھی حق کی بات پہنچائیں اور نظامِ اسلام کے نفاذ کی کوششیں جاری رکھنا عین سنتِ رسولؐ اور تعلیماتِ نبویؐ کا تقاضا ہے ۔

حق کی باتیں ، سچائیاں سونا ہیں جو مٹی کے نیچے دب تو سکتا ہے مگر مٹایا نہیں جا سکتا ، باطل متعفن لاش ہے جس کو ہزار پالش کر لیا جائے اسکی حقیقت بدبودار رہے گی ۔ جھوٹ کو ہزار تاویلات کا لباس پہنایا جائے ، فریب کو جتنا حسین کر کے پیش کیا جائے حقیقت بین نگاہوں میں دھول نہیں جھونکی جا سکتی ـــــ اسی موقعہ پہ جناب

اقبال احمد خان صاحب وزیر انصاف و پارلیمانی امور نے بہت کچھ کہا مگر حقیقت کب چھپائی جا سکتی ہے ۔ کچھ ایسا ہی منظر تھا ۔ وصلِ در غیر کے انکار کے باوجود ، بوئے پیرہن اقرار پر مجبور کر رہی تھی ؎

تیرا وصل درِ غیر پہ کچھ شک نہیں لیکن
زبان کچھ اور بوئے پیرہن کچھ اور کہتی ہے

تفصیلات تو سینٹ سیکرٹریٹ کی رپورٹ میں موجود ہیں ۔ اجمالاً یہ کہ شریعت بل حکومت کیلئے گلے کا ہار بن گیا ۔ نہ لئے بنتی ہے نہ چھوڑے بنتی ہے ۔ شریعت بل کے ساتھ وزیر موصوف جو کچھ کرنا چاہتے تھے اس کا اندازہ اس سے لگایئے کہ بل کے محرک مولانا سمیع الحق صاحب کو سٹینڈنگ کمیٹی کی اطلاع تک نہیں دی گئی ۔ حالانکہ سینٹ کے قواعد کی رو سے جو بل کا محرک ہوتا ہے وہ کمیٹی کا بھی رکن ہوتا ہے ۔ یہی وجہ تھی کہ اسی روز سینٹ میں مولانا سمیع الحق صاحب نے جناب چیئرمین پر واضح کر دیا کہ :

" جمعرات کے روز چار بجے انہوں (وزیر اقبال احمد خان) نے میٹنگ بلائی اور قواعد اور روایات کے مطابق چونکہ میں اس بل کا محرک ہوں تو مجھے بھی سٹینڈنگ کمیٹی میں بلانا چاہیئے تھا حالانکہ مجھے اطلاع تک نہیں کی گئی کم از کم میری موجودگی تو وہاں ضروری تھی کہ اپنے شریعت بل کا تحفظ تو کر سکتا ۔ "

کتنا اہم معاملہ ہے اور شریعت بل کے محرک نے کس قدر اہم رپورٹ درج کر دی ہے ۔ مگر سینٹ سیکرٹریٹ کی رپورٹ پڑھ جایئے ۔

جناب حسن اے شیخ اور جناب چیئرمین حکومت کے وکیل صفائی بنے رہے ۔

خورشید احمد سینیٹر نے شریعت بل کے حق میں اور مولانا سمیع الحق صاحب کی رپورٹ پر درد انگیز تقریر کی ، مگر نتیجہ وہی نکلا جیسے نقار خانہ میں طوطے نے ترانہ گایا ہو ۔

جناب اقبال احمد خان کی کارکردگی اور شریعت بل کو ٹرخانے کا اندازہ بھی مولانا سمیع الحق صاحب کی تقریر کے اقتباس سے بآسانی لگایا جا سکتا ہے ۔ ایک موقعہ پر مولانا نے کہا :

جناب چیئرمین ! پوائنٹ آف آرڈر ! میں نے یہ مسئلہ ۲۳ تاریخ کو اٹھایا تھا ۔ اس وقت نہ کمیٹی تھی نہ میٹنگ تھی نہ اطلاع تھی جب اس میں یہ رد و کد ہوئی تو یہ سارا ڈرامہ راتوں رات میں اقبال احمد خان صاحب نے بنایا کہ قواعد کے اندر لایا جائے ۔

وزیر انصاف و پارلیمانی امور جناب اقبال احمد خان نے خوب پارلیمانی امور کے تقاضے سنبھالے ۔ ملت اسلامیہ پاکستان کے جمہور عوام کے دیرینہ اور قدیم مطالبہ نفاذِ شریعت کس قدر ملحوظ رکھا ۔ پارلیمانی امور کے تقاضے کہاں تک پورے کئے اور عدل و انصاف کو کس قدر قائم کیا ۔ یہ حقیقت تو دس ماہ سے موصوف کے شریعت بل سے متعلق کردار

سے واضح اور نکھر کر سامنے آجاتی ہے۔ سینیٹر مولانا سمیع الحق صاحب نے ایوان میں اس موقعہ پر جو تقریر کی سینیٹ سیکرٹریٹ کی رپورٹ (۱۰ دسمبر ۱۹۸۵ء) صفحہ ۶۹ سے اس کے چند ایک اقتباسات نقل کر دئے جاتے ہیں جس سے اسلامائزیشن کے عمل اور حکومت کے اصلی عزائم بھی کھل کر سامنے آجاتے ہیں۔

مولانا سمیع الحق صاحب نے فرمایا :

جناب چیئرمین صاحب ! میرے احباب نے اور سارے ایوان نے الحمدللہ ایمانی جذبات کا ثبوت دیا ہے۔ میرے جذبات کی بھی ترجمانی کی ہے۔

جناب والا ! پچھلے آٹھ سال سے تو خاص طور سے یہ سلسلہ جاری ہے۔ اور تین چار سال میں بھی اس سفر میں اسلام کی خاطر آپ کے ساتھ رہا ہوں۔ چار سال مسلسل کمیٹیوں، قراردادوں، کمیشنوں اور کمیٹیوں در کمیٹیوں کا سلسلہ چلتا رہا وہ سب آپ حضرات کے سامنے ہے۔

میں خدارا ! آپ کو عوام کے جذبات سناتا ہوں۔ بات بہت بری ہے میرے بھی آنسو نکل گئے اور ان لوگوں کے بھی، میں سوات گیا تھا۔ میں آپ کو ایک مثال سناتا ہوں کہ کسی حد تک آج اسلام مذاق کا ذریعہ بن گیا وہاں سوات میں کافی احباب بیٹھے ہوئے تھے اس کے قریب ایک گاؤں کے بارے میں ایک شخص نے قصہ سنایا۔ اسلام کا ذکر آیا تو اس نے کہا کہ ایک شخص جو کم بخت لادینی ذہن کا تھا، سیکولر ذہن کا تھا وہ بھرے بازار میں ایک مریل اور نحیف قسم کا گدھا کھینچتے کھینچتے لایا، گدھا مر رہا تھا، ہانپ رہا تھا۔ وہ کم بخت اس گدھا کو وسط بازار اور چوک پہ لا کر شور مچانا شروع کیا کہ یہ ضیاالحق کا اسلام ہے۔ اے لوگو! یہ اسلام بڑی تکلیفوں سے یہاں تک پہنچا ہے اسکو پانی دو اسکو چارہ دو۔ یہ واقعہ سن کر حاضرین رو پڑے کہ اسلام سے اس قدر مذاق کیا جا رہا ہے کیونکہ یہ ضیاالحق صاحب کا اسلام بھی آٹھ سال سے چلا آرہا ہے اور آج سینیٹ میں اس کا جو حال ہو رہا ہے اور اسکی جو گت بنائی جا رہی ہے۔ یہ خدا کے غیرت وجلال اور غضب الٰہی کو دعوت دینے سے کسی طرح بھی کم نہیں۔ اگر ایوان نے ادھر توجہ نہ کی اور حکومت کا اسلام کے ساتھ یہ معاملہ جاری رہا تو یہ خدا کو بھی دھوکہ دینا ہے، اور مخلوق کو بھی۔ تو مجھے یقین ہے کہ نوے دن کی تشہیر کے بعد بھی حسن اے شیخ صاحب ہم سے اسکی مزید توسیع مانگیں گے۔

اگر اسلامی نظریاتی کونسل کی ساری رپورٹیں جو کہ بڑی تحقیقات کے بعد سامنے آئی تھیں۔ ان پر بڑی محنتیں ہوئیں ہم بھی چیختے رہے کہ ان کو کم از کم مشتہر کر دو۔ مگر آج تک اسکو کوئی اہمیت نہیں دی گئی، اسلام ایک خدائی قانون ہے، ایک جامع دین ہے۔ اس میں ایک لمحہ کی تاخیر بھی اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ پسند نہیں کرتے یہ دین چودہ سو سال پہلے مکمل ہو چکا ہے۔ اس کو اب ہم بنا نہیں سکتے اور نہ کسی کو بنانے کا اختیار ہے۔

تو خدارا ! سینیٹ کے پاس یہ اعزاز رہنے دیجئے شریعت بل کو بلا تاخیر منظور کر کے نافذ کرائیے اس میں مزید

...یہج وغیرہ نہ کیجئے۔ اگر اب بھی شریعت بل (جو اسلام اور نظام شریعت کو جامع ہے) کے بارے میں عوام سے پوچھا
...اہے تو میں احتجاجاً اس معاملے پر واک آؤٹ کرتا ہوں اور اپنے ایماندار دوستوں سے بھی کہتا ہوں کہ وہ بھی میرے ساتھ
واک آؤٹ میں شریک ہو جائیں۔

ایوان بالا سینٹ میں شریعت بل کے محرک مولانا سمیع الحق صاحب کی مندرجہ بالا تقریر اور درد بھری آواز درحقیقت نظام شریعت کی مظلومیت کی ایک حیرت انگیز داستان ہے اور یہ ظلم غیر نہیں بلکہ اپنے اور اسلام کے دعویدار کر رہے ہیں

من از بیگانگاں ہرگز ننالم
کہ با من ہر چہ کرد آں آشنا کرد

حکومتی اور اکثریتی پارٹی کے عزائم نظام شریعت کے نفاذ کے بارے میں کھل کر سامنے آگئے ہیں۔ شریعت بل کے محرک مولانا سمیع الحق صاحب کی ایوان میں کی گئی تقریر کا ایک اور اقتباس ملاحظہ فرمائیے:

جناب چیئرمین! صرف ایک منٹ خدا کیلئے۔ یہاں مجھے جو خطرہ تھا، جو میرے خدشات تھے کہ شریعت بل کو ڈائنامیٹ کیا جائے گا۔ تو میں صرف آپ کے توسط سے اراکین سینٹ کے سامنے وہ خدشہ پیش کرنا چاہتا ہوں کیونکہ وہ خدشہ سامنے آگیا ہے۔ یہ عبوری رپورٹ جو ہمارے سامنے ابھی تقسیم کی گئی ہے۔ اس میں تیسرا پیراگراف یہ ہے کہ جناب اقبال احمد خان وزیر انصاف و پارلیمانی امور نے کمیٹی کو مطلع کیا کہ قومی اسمبلی نے اس موضوع پر آئین میں ترمیم کیلئے ایک قرارداد منظور کی۔ اس قرارداد کو عملی جامہ پہنانے کے بعد شاید شریعت بل کی ضرورت بھی نہ رہے تو مجھے یہی خطرہ ہے کہ اس قرارداد کی آڑ میں شریعت بل کو ختم کیا جا رہا ہے۔

جناب اقبال احمد خان، جناب حسن اے شیخ اور سرکاری پارٹی کے ذمہ دار حلقوں کی شدید مخالفت اور سر توڑ کوششوں کے باوجود شریعت بل بطور ایجنڈا شامل کر لیا گیا ہے۔ لاریب اس میں مولانا سمیع الحق صاحب اور ان کے رفیق قاضی عبداللطیف کی مساعی، ولولہ انگیز ترجمانی اور پرجوش کردار کا دخل ہے مگر اس سے بڑھ کر یہ شریعت کی اپنی صداقت اور نظام اسلامی کی اپنی کرامت ہے کہ شریعت بل اب جناب وزیر اعظم محمد خان جونیجو اور ایوان کے گلے کا ہار بن چکا ہے۔

قائد اعظم مرحوم کی مسلم لیگ سے اپنی نسبتوں کے دعوے کرنے والے اور قائد اعظم مرحوم کے پاکستان کو ان کے دیئے ہوئے خطوط پر چلانے کا دعویٰ کرنے والوں کا بھانڈا بھی اس وقت پھوٹ جاتا ہے جب ۲۶ جنوری ۱۹۸۶ء کی سینٹ سیکریٹریٹ کی رپورٹ میں مولانا سمیع الحق کی تقریر سامنے آجاتی ہے۔ اقتباس ملاحظہ ہو۔ مولانا نے کہا:

جناب والا! مجھے جناب حسن اے شیخ کے اس مسئلے سے قطعاً اختلاف ہے کہ قائد اعظم پاکستان کو ایک مذہبی سٹیٹ نہیں بنانا چاہتے تھے۔ قائد اعظم کے اعلانات، بیانات، دعوے، تحریروں اور خطبات سب کی حسن اے شیخ

نے تردید کی ہے۔ حالانکہ قائدِ اعظم کا اعلان یہی تھا کہ یہاں قرآن و سنت کی بالادستی ہوگی اور اسی بنیاد پر بہت بڑی قربانیاں
دی گئیں۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان کا معنیٰ کیا۔ لا الٰہ الا اللہ۔
معلوم ہوتا ہے کہ حکومتی پارٹی نے نظریۂ پاکستان اور اسلامی نظام کے الفاظ رٹ لئے ہیں۔ قائدِ اعظم مرحوم
کا نام لینا اور بات ہے۔ ان کے کام اور پیغام کو لیکر آگے بڑھنا اور بات ہے۔
دیکھا! حسن اسے شیخ کی جرأت و بیباکی کو، مولانا سمیع الحق صاحب نے موقعہ پر تردید کر دی مگر اخبارات کے
کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگی۔
ادھر لیفٹیننٹ جنرل سعید قادر پر تول رہے تھے۔ کہ شریعت بل کے پہلوان نے ہل من مبارز کی صدا
بلند کر رکھی تھی۔ جناب سعید قادر مبارزت کے لئے میدان میں اترے اور پوری قوم سے نفرین کا تمغہ حاصل کیا ۔۔۔۔
شقاوت اور سعادت یہ ازلی تقسیم ہے جسکو چاہے سعادت کیلئے منتخب کر دے جسکو چاہے شقاوت کی صفات
سے مالا مال کر دے ۔

قسمت کیا ہر ایک کو قسّامِ ازل نے
جو شخص کہ جس چیز کے قابل نظر آیا

جنرل سعید قادر کے حصہ میں کیا آیا۔ ۲۶ جنوری کے سینٹ سیکرٹریٹ کی رپورٹ صـ۵۲ میں ان کا چہرہ کھلی
کتاب ہے۔ آپ بھی پڑھئے :۔۔۔۔ جنرل سعید قادر نے کہا :
" ہمارے آئین میں قرآن و سنت نافذ کرنے کے سارے اقدامات موجود ہیں۔ اس لئے اس بل کو دوبارہ لانے
کی وجہ میری سمجھ میں نہیں آتی، اسکو رائے عامہ کیلئے مشتہر کر دیا جائے۔"
سینٹر مولانا سمیع الحق سمجھ گئے کہ ڈور کہاں سے ہل رہی ہے۔ اور جناب سعید قادر کس کی زبان سے بول رہے ہیں
پوائنٹ آف آرڈر پر فوراً کھڑے ہو گئے اور فرمایا :
ہرگز نہیں، یہ محض ٹرخانا ہے، یہ بل سارے مراحل سے گذر کر یہاں تک آچکا ہے۔ اب کسی بھی تو سیعی اور
تاخیری حربے کو برداشت نہیں کیا جائے گا۔
جب سینٹ کے چیئرمین نے بھی جناب سعید قادر کا پلڑا بھاری کر دیا تو محرک شریعت بل مولانا سمیع الحق نے
فرمایا :
ہوگا تو کچھ نہیں لیکن جنرل صاحب ثواب کمانا چاہتے ہیں تو کما لیں۔
نوابزادہ جہانگیر شاہ بھی خاموش نہ رہ سکے، مولانا سمیع الحق کی حمایت میں ارکین ایوان سے خطاب کرتے ہوئے
فرمایا :
ریفرنڈم میں اسلام چاہنا، اور نفاذِ اسلام ہی کیلئے صدر کو ووٹ دینا، پوری قوم فیصلہ دے چکی ہے۔ اس پر

ب دوبارہ پوری قوم سے رائے لینے کی کیا ضرورت ہے۔ یہ چیز ریکارڈ میں موجود ہے۔ اگر آپ اسی ریکارڈ کا انکار
رہتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ صدر کے الیکشن کا بھی انکار کرتے ہیں۔

مولانا سمیع الحق نے فرمایا:

اس بل کے بارے میں ایک بار لاکھوں افراد نے قربانی دے کر ۱۹۴۷ء میں رائے دی ہے۔ پھر ۱۹۷۷ء کی
ظام مصطفیٰ کی تحریک میں لوگوں نے شہید ہو کر اور اپنے سر کٹوا کر رائے دی ہے۔ پھر ریفرنڈم کی شکل میں رائے دی
ہے۔ جب عوام کی رائے سامنے آچکی ہے تو اب پھر دوبارہ ان سے پوچھنے کا کیا فائدہ۔

مولانا سمیع الحق ارکین ایوان کے اسلام و ایمان اور شریعت پسندی پر خوش فہمی میں مبتلا تھے۔ جناب
یرمین سے مولانا نے خطاب کرتے ہوئے کہا: آپ رائے شماری کرائیں۔ میرے خیال میں اس میں حکومت کے اسلامی
ظام کے دعووں کے پیش نظر سرکاری افراد بھی ہماری حمایت کریں گے۔ پتہ لگے گا کہ کون شریعت چاہتا ہے۔ اور کون
ہیں چاہتا۔ مگر ایوان کے ارکین میں سے ۲ کے مقابلہ میں ۲۱ ارکان نے حکومت کے توسیعی اور تاخیری حربے کا ساتھ
یا۔ اور تشہیر شریعت بل کے حق میں ووٹ دے دیا۔

یہی وہ موقعہ تھا جب سینیٹر مولانا سمیع الحق نے سینٹ میں اپنی تقریر کے دوران ایوان کو دارالکفر قرار دیا۔ جناب
یرمین نے جب مولانا کے ان الفاظ کو کاروائی سے حذف کرنے کا فیصلہ دے دیا تب بھی آپ خاموش نہ رہے۔ اور
با اگر دارالکفر میں آپ کو اعتراض ہے تو اس کے دارالنفاق ہونے میں کوئی شک نہیں۔

پیر پگاڑا اور دوسرے کئی ایک ارکان نے جب انہیں ادھر توجہ دلائی کہ دارالکفر میں تو آپ بھی موجود ہیں۔ تو
لانا سمیع الحق نے کہا:

ہم یہاں ایمان اور اسلام کی شمع جلائے رکھیں گے۔ ہم یہاں اسلام کی دعوت لیکر آئے ہیں۔ ہم بزدل
بان عیروں کے حوالے کر دیں۔ یہ خود ہمارے نبیؐ کی سنت ہے کہ انہوں نے دارالکفر میں اپنی محنت و تبلیغ سے
نقلاب لا کر دارالاسلام بنایا۔

ادھر آجکل ملک بھر میں شریعت بل کی دستخطی مہم اپنے عروج پر ہے۔ مگر اندازہ یہی ہے کہ دستخطی مہم کے بعد
ارباب اقتدار شریعت بل کو مزید تاخیری حربوں کا شکار بنائیں گے۔

اب جبکہ لاکھوں اور کروڑوں افراد نے شریعت بل کی دستخطی مہم میں حصہ لیکر حکومت پر ایک بار پھر یہ واضح کر
ہے کہ وہ کسی بھی قیمت میں نفاذ شریعت کے معاملہ میں تاخیر برداشت نہیں کر سکتے تو حکومت کا یہ اولین فرض ہے
وہ جمہور اہل اسلام کا یہ دیرینہ مطالبہ پورا کر دے اور بلا تاخیر شریعت بل منظور کر کے نافذ کر دے۔

تاہم محرکین بل مولانا سمیع الحق اور قاضی عبداللطیف بھی پوری امت اور ملت کی طرف سے شکریہ کے مستحق

ہیں۔ انہوں نے حق کی بالادستی اور نفاذِ شریعت کے بارے میں اپنی مساعی میں مزید اضافہ کر دیا ہے۔ پوری ملت کی دعائیں ان کے ساتھ ہیں نفاذِ شریعت کے راستے میں مساعی اصل کامیابی اور دنیا و آخرت کی سرخروئی ہے۔

شکست و فتح نصیبوں سے ہے وے اے میرؔ
مقابلہ تو دلِ ناتواں نے خوب کیا

بشکریہ ہفت روزہ چٹان لاہور

مولانا وحید الدین خان صاحب انڈیا

قسط ۲

مولانا الیاس رح اور ان کا تبلیغی مشن
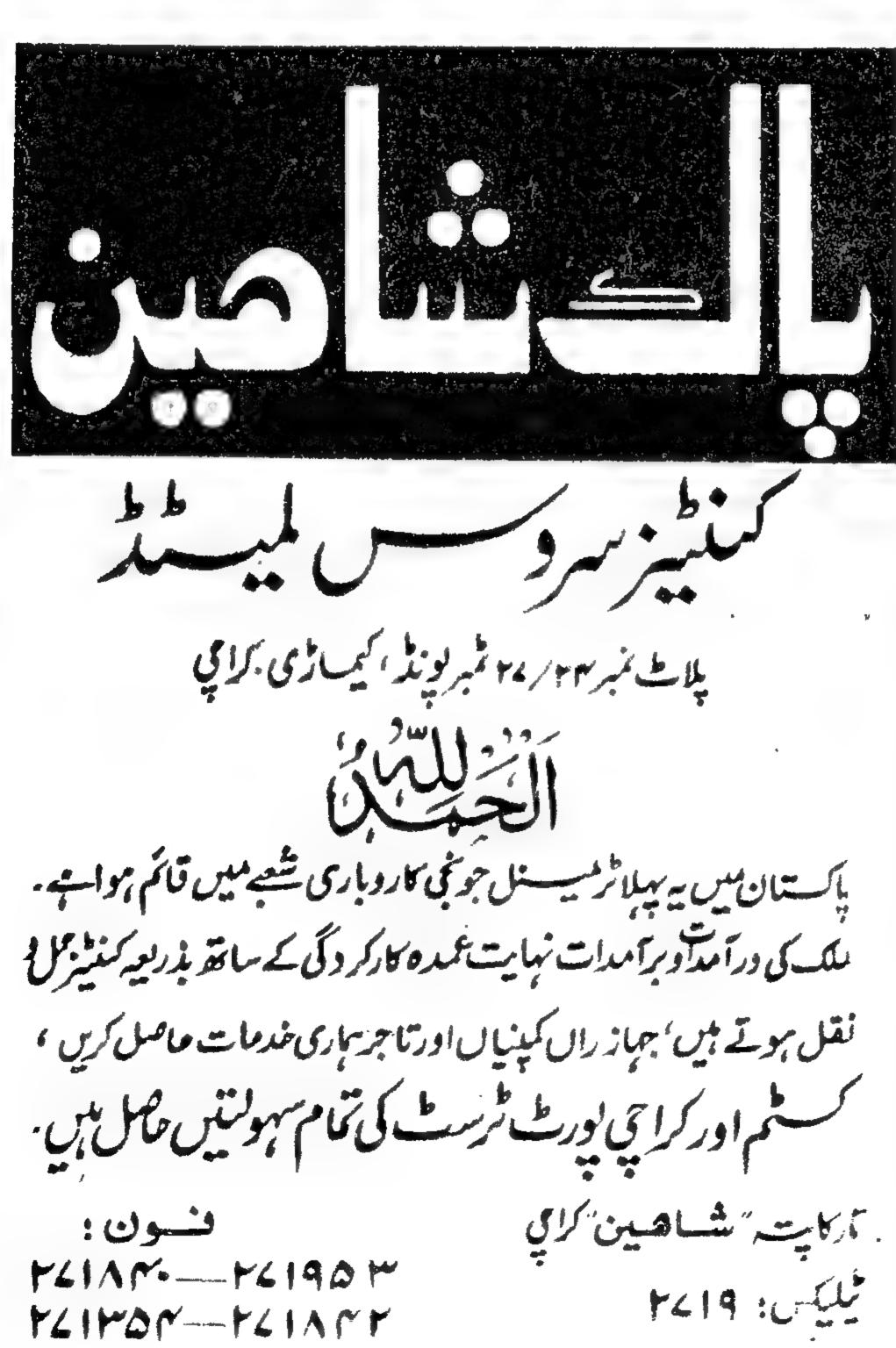
حقیقت یہ ہے کہ مولانا الیاس صاحب امت کو جو کلمہ دینا چاہتے تھے وہی دین کی اصل بنیاد ہے۔ وہ اس زمین کی عظیم ترین طاقت ہے اس بنا پر اس تحریک کو کلمہ کی تحریک کہا جا سکتا ہے۔ مگر ایسا کہنے والوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ ہر تحریک جو کبھی دنیا میں اٹھتی ہے وہ ابتداءً کلمہ ہی کی تحریک تھی۔ خواہ وہ انقلابی تحریک ہو یا غیر انقلابی تحریک۔ اور خواہ اس کا کلمہ سیاسی کلمہ ہو یا معاشی کلمہ یا قومی کلمہ۔ پھر دینی کلمہ کی بنیاد پر اگر کوئی تحریک اٹھے تو اس کو محدود یا ناقص کس بنا پر کہا جا سکتا ہے جب کہ دینی کلمہ سارے کلمات کا جامع ہے۔

مولانا کی دعوت کا دوسرا جز نماز ہے۔ عام طور پر لوگ نماز کی حقیقت اور اہمیت کو نہیں جانتے اس لئے وہ اس کی واقعی عظمت کو نہیں سمجھ سکتے۔ حقیقت یہ ہے کہ جس طرح کلمہ کو ذہنی طور پر بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ اسی طرح نماز کا انسان کی عملی زندگی میں بنیادی مقام ہے۔ نماز اپنی اصلی اور اندرونی حقیقت کے اعتبار سے خدا کی طرف متوجہ ہونے اور اس سے حسیاتی ربط قائم کرنے کا نام ہے۔ نماز بندے کو اپنے رب سے اس طرح جوڑتی ہے کہ وہ گویا اسے دیکھنے لگتا ہے اور اس سے اس کی سرگوشیاں جاری ہو جاتی ہیں نماز وہ مقام ہے جہاں خدا اپنے بندوں سے ملاقات کرتا ہے جب آدمی نماز کو اس کے سارے ارکان کے ساتھ ٹھیک ٹھیک ادا کرتا ہے اور دل و دماغ کی پوری یکسوئی کے ساتھ اس میں مشغول ہوتا ہے تو وہ ایک اور ہی دنیا میں پہنچ جاتا ہے۔ اس کی روح ایک ایسے تجربے سے دوچار ہوتی ہے جہاں عبدیت اور معبودیت کی حدیں ملنے لگتی ہیں بندگی، خدائی کے جلووں میں نہا اٹھتی ہے۔

یہ تجربہ انسان کی شخصیت کو ایک نئی جلا دیتا ہے اور اس کو ایسی عجیب و غریب نعمتیں عطا کرتا ہے جن کو لفظوں میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔ قرآن میں نماز کی حقیقت کی مکمل تفصیل ہے یہاں میں مختصراً چند کا ذکر کئے دیتا ہوں۔

ان میں سے ایک چیز وہ ہے جس کو قرآن میں "خشوع" کہا گیا ہے خشوع کے معنی ہیں فروتنی، عاجزی

اور جھکاؤ۔ نماز کی شکل میں آدمی جب خدا کے سامنے حاضر ہوتا ہے اور اس کو یاد کرتا ہے تو خدا کی خدائی ا
اپنی بندگی کا احساس اس پر اس طرح طاری ہوتا ہے کہ اس کے اندر ایک قسم کی عاجزی اور فروتنی پید
جاتی ہے۔ وہ اپنے آپ کو ایک ایسا وجود سمجھنے لگتا ہے جو خدا کے سامنے ہمیشہ جھکا رہے۔ اس کا نتیجہ یہ
ہے کہ اس کے اندر سے کبر نکل جاتا ہے جو اکثر برائیوں کا سرچشمہ ہے۔ کمزور کے اوپر طاقت ور کا ظلم، ماتح
کے افسر کا برا سلوک، قانونی طور پر بہتر پوزیشن والے کا قانونی طور پر کمتر پوزیشن والے کو دبانا۔ صاحب اثر
شخص کا بے اثر اشخاص کو خاطر میں نہ لانا۔ صاحب مال کا بے مال لوگوں سے بے اعتنائی برتنا۔ اکثریت کے
افراد کا اقلیت کے افراد کو لوٹنا غرض جب بھی کوئی زور ور آدمی بے زور افراد کو تختہ مشق بناتا ہے تو
ایسی تمام صورتوں میں ہمیشہ کبر ہی اس کی خاص وجہ ہوتی ہے۔ اگر کسی معاشرے کے افراد میں کبر کا خاتمہ
جائے تو بے شمار برائیوں کا خود بخود خاتمہ ہو جائے گا۔

نماز کا دوسرا فائدہ قرآن میں بتایا گیا ہے کہ:۔

"وہ برائیوں اور بے حیائی کے کاموں سے روکتی ہے"

نماز میں آدمی اس بات کا اقرار کرتا ہے کہ وہ خدا کا بندہ ہے۔ وہ اس بات کا وعدہ کرتا ہے کہ وہ خدا کا
تابعدار بن کر زندگی گذارے گا۔ وہ اس آنے والے دن کو یاد کرتا ہے جب اس کی زندگی کا حساب ہوگا۔
اور عذاب و ثواب کی ترازو قائم کی جائے گی۔ یہ سب باتیں اگر سچے دل سے ہوں تو زندگی کو بدل دینے کے
لئے کافی ہے۔

نماز کا ایک اور اہم ترین پہلو وہ ہے جس کو "ذکر" سے تعبیر کیا گیا ہے اس کا مطلب ہے خدا کی
یاد سے دل کا معمور رہنا۔ اس طرح نماز گویا اس بات کے لئے آدمی کو تیار کرتی ہے کہ اس کے دل و دماغ ا
صحیح ترین خیالات سے بھرے رہیں جو حقیقتہً کسی کے ذہن و قلب میں ہونے چاہئیں۔ یہ فکر اور جذبات
کی اعلیٰ ترین تربیت ہے۔

یہ نماز کے وہ نتائج ہیں جو نفسیاتی اور سماجی پہلو رکھتے ہیں۔ اور جن کے اثرات معاشی، معاشرتی اور
سیاسی زندگی میں دیکھے جا سکتے ہیں۔ اگرچہ نماز کی اصلی حقیقت تو یہ ہے کہ بندہ خدا کے آگے اپنا سر رکھ
دے اور اس کا دل کہہ رہا ہو:۔

"خدایا میں تیرا ہو گیا تو بھی میرا ہو جا"

مولانا کی دعوت کا تیسرا جزو تفریغ وقت ہے۔ اس کام کے لئے "چلہ" کا لفظ سن کر بعض لوگوں کو
توحش ہوتا ہے۔ حالاں کہ یہ صرف ایک اعتباری مدت ہے تربیت اور دعوت کی اس دو گونہ مہم کے لئے

مقرر کی گئی ہے۔ تفریغ وقت دراصل اس حقیقت کا مظہر ہے کہ آدمی اپنے عقیدے میں اتنا بیتاب ہو چکا ہے کہ اس کے لئے اپنی مصروفیتوں کو چھوڑ کر گھر سے باہر نکل پڑا ہے۔ ایمان کے ساتھ تبلیغ کا سودا بھی اس کے سر میں سما گیا ہے۔ وہ اپنے درد کو سارے عالم کا درد بنا دینا چاہتا ہے یہ کیفیت جب عملی شکل اختیار کرتی ہے تو تبلیغ کی اصطلاح میں اسی کا دوسرا نام فارغ وقت کرنا یا اس کی ایک مقرر مدت کا نام چلّہ ہے۔

مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے گشت اور تبلیغی سفر کے طریقے پر جو اس قدر زور دیا اس کی ایک خاص وجہ یہ بھی ہے کہ اس کے اندر تبلیغی فائدوں کے علاوہ بہت سے تعلیمی تربیتی اور اصلاحی فائدے بھی ہوتے ہیں۔ آدمی جب تبلیغ کی راہ میں دور دور کے سفر پر نکلتا ہے تو وہ دین سیکھتا ہے اپنی اخلاقی اصلاح کرتا ہے۔ لوگوں کی حالت دیکھ کر اپنے اندر دینی کام کی اہمیت کا احساس پیدا کرتا ہے۔ قربانیاں اور مشقتیں اس کے اندر وہ سوز اور تڑپ پیدا کرتی ہیں جس کے بعد ایک طرف وہ دینداری کی حقیقی لذت سے آشنا ہوتا ہے اور دوسری طرف اس کی زبان سے نکلے ہوئے تبلیغی کلمات میں جان پڑ جاتی ہے۔

لوگوں کو باہر نکالنا مولانا الیاس صاحب کے دینی طریق کار کی جان ہے۔ کیونکہ اس کے ذریعہ سے یہ موقعہ ملتا ہے کہ لوگوں کو ان کے ماحول سے نکال کر ایک دینی ماحول میں پہنچا یا جائے۔ اور اس کے بعد ان کے اوپر تبلیغ کی جائے۔ تاکہ وہ خالی الذہن ہو کر دین کی باتیں سنیں اور مختلف ماحول میں جا کر اس کا اثر زائل کرنے کے بجائے مسلسل اس سے اثر لیتے ہیں۔ یہ طریقہ عملی طور پر مفید ثابت ہوا ہے۔ اور اس کے لئے ایسے نتائج نکلے ہیں کہ وہ لوگ جنہوں نے قریب سے کبھی جاننے کی کوشش نہیں کی وہ اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔

تبلیغ کے لئے نکلنا، حدیث کے الفاظ میں اپنے قدموں کو دین کی راہ میں گرد آلود کرنا ہے۔ اور حدیث میں آیا ہے کہ جو قدم دین کی راہ میں گرد آلود ہوں ان کو دوزخ کی آگ کبھی نہ چھوئے گی۔

سرکس میں بعض آدمی یہ کرتب دکھاتے ہیں کہ وہ آگ کے الاؤ میں مجسم کود پڑتے ہیں۔ اور ان پر آگ کا کچھ اثر نہیں ہوتا۔ یہ لوگ اپنے جسم پر خاص طرح کی مالش کر لیتے ہیں۔ اس مالش کی وجہ سے ایسا ہوتا ہے کہ آگ انہیں انہیں چھو نہیں سکتی۔ اسی طرح دین کی راہ میں گرد وہ چیز ہے جو دوزخ کی آگ کو بے اثر کر دینے والی ہے جس کے اوپر یہ گرد پڑ گئی وہ گویا دوزخ کی آگ سے محفوظ ہو گیا۔

یہ غلط فہمی نہ ہو کہ مولانا الیاس یا ان کے پیروؤں کے نزدیک تبلیغ کا گشت بذات خود وہ چیز ہے جس سے لازمی طور پر یہ نتیجہ حاصل ہو جاتا ہے۔ اس سے مراد کسی خاص گروہ کا گشت نہیں بلکہ دین کا گشت ہے۔ کسی کا گشت اسی وقت اس حدیث کا مصداق بنے گا جب کہ وہ حقیقۃً دین کا گشت ہو۔ اور جتنا زیادہ

وہ دین کے لئے ہوگا اتنا ہی زیادہ اس کا مصداق ہوگا۔ اور دین سے اس کا تعلق جتنا ہوگا اتنا ہی اس کا مصداق ہونا مشتبہ ہوتا چلا جائے گا۔ کسی خاص گروہ سے نسبت اس حدیث کا مصداق نہیں بنا سکتی۔

مولانا الیاس صاحب نے ایک مرتبہ فرمایا:-

"ہمارے طریق کار میں دین کے واسطے جماعتوں کی شکل میں گھروں سے دور نکلنے کو بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ اس کا خاص فائدہ یہ ہے کہ آدمی اس کے ذریعے اپنے دائمی اور جامد ماحول سے نکل کر ایک نیک صالح اور متحرک ماحول میں آجاتا ہے جس میں اس کے دینی جذبات کے نشو و نما کا بہت کچھ سامان ہوتا ہے۔ نیز اس سفر و ہجرت کی وجہ سے جو طرح طرح کی تکلیفیں اور مشقتیں پیش آتی ہیں اور در بدر پھرنے میں جو ذلتیں اللہ کے لئے برداشت کرنی پڑتی ہیں ان کی وجہ سے اللہ کی رحمت خاص طور سے متوجہ ہوجاتی ہے"

وسیع تصور مولانا الیاس صاحب نے اپنے زمانہ میں تبلیغ کا کام جس ڈھنگ سے چلایا تھا اس کے متعلق مولانا فرماتے تھے کہ

"یہ تبلیغ کی الف ب ہے" اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ الف ب کوئی اور چیز ہوتی ہے۔ اور و۔ ہ۔ ی کوئی دوسری چیز۔ حقیقت یہ ہے کہ جو الف ب ہے وہی و۔ ہ۔ ی بھی ہے مگر جن لوگوں کی نگاہیں ظواہر پر ہوتی ہیں اور جو لوگ حقائق کا ان کی گہرائیوں کے ساتھ مشاہدہ نہیں کر سکتے۔ ان کو بتانا پڑتا ہے کہ قطرہ کس طرح پھیل کر بحر بیکراں بنتا ہے۔ قطرہ ہی کا دوسرا نام بحر بیکراں ہی ہے۔ مگر عام لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ قطرہ کوئی دوسری چیز ہے اور بحر بیکراں کوئی اور چیز۔

مولانا الیاس صاحب کے اس قول کو اس مثال کی روشنی میں سمجھا جا سکتا ہے جیسے کوئی ڈرائیور اسٹیم تیار کر رہا ہو۔ اور وہ کہے یہ تو میرے کام کی الف ب ہے۔ اسٹیم تیار کرنا ایک لحاظ سے کام کی الف ہے اور ایک لحاظ سے وہی سارا کام ہے۔ کیونکہ اسٹیم کے بغیر نہ انجن چل سکتا ہے اور نہ گاڑی حرکت میں آسکتی ہے۔ صرف یہی نہیں کہ اسٹیم کے بغیر کوئی انجن اپنی منزل پر نہیں پہنچ سکتا بلکہ اس کے بغیر دو قدم چلنا بھی اس کے لئے ناممکن ہے۔

کام کے دو طریقے ہیں ایک یہ کہ پہلے ہی دن از اول تا آخر کام کا پورا خاکہ بنا لیا جائے۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ اس اصل بنیاد کو پکڑ لیا جائے۔ جو دوسرے تمام اجزاء کے لئے اساس کی حیثیت رکھتی ہے۔ پہلا طریقہ پارلیمنٹ میں قانون سازی کا ہے اور دوسرا تحریک کا۔ پارلیمنٹ کا اصول اگر تحریک کے لئے اختیار کیا جائے

تو اس سے فائدہ کم اور نقصان زیادہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کے ساتھ اسی اصول کے تحت معاملہ کیا کہ آغازِ نبوت میں دین کی صرف بنیادی باتوں کی تعلیم دی گئی اور لمبی مدت تک اسی پر سارا زور دیا جاتا رہا۔ اس کے بعد جیسے جیسے حالات آگے بڑھتے گئے بقیہ چیزیں نازل کی جاتی رہیں۔

اس کا ایک فائدہ تو یہ ہے کہ اصل اساس مضبوط ہو جاتی ہے اور اساس کی مضبوطی کے بغیر کوئی بھی عمارت کھڑی نہیں کی جا سکتی۔ دوسرا پہلو یہ ہے کہ اسلامی عقیدہ کی رو سے ہر کام کی توفیق خدا ہی سے ملتی ہے ذاتی زندگی ہو یا اجتماعی زندگی۔ ان پر عمل کرنے میں آدمی اسی وقت کامیاب ہوتا ہے جب اس کے ساتھ خدا کی توفیق بھی شاملِ حال ہو جائے۔

مولانا الیاس صاحب نے ایک مرتبہ اس سوال پر کلام کرتے ہوئے کہ:

"مسلمانوں کو حکومت و اقتدار کیوں نہیں بخشا جاتا" فرمایا

"اللہ کے احکام اور امر و نواہی کی حفاظت و رعایت جب تم اپنی ذات اور اپنی منزل زندگی میں نہیں کر رہے ہو (جس پر تمہیں اختیار حاصل ہے اور کوئی مجبوری نہیں ہے) تو دنیا کا نظم و نسق کیسے تمہارے حوالے کر دیا جائے۔ ایمان والوں کو حکومت ارضی دینے سے تو منشاءِ الٰہی یہی ہوتا ہے کہ وہ اللہ کی مرضیات اور اس کے احکام کو دنیا میں نافذ کریں تو تم جب اپنے حدودِ اختیار میں آج یہ نہیں کر رہے ہو تو دنیا کی حکومت تمہارے سپرد کر کے کل کے لئے تم سے اس کی کیا امید کی جا سکتی ہے"

تبلیغ میں قلم ایک نیازمند سے جن کو مولانا کے تبلیغی کام سے بھی تعلق تھا اور اس کے علاوہ تحریر و تصنیف ان کا خاص مشغلہ تھا، ایک دن مولانا نے فرمایا:۔

"میں اب تک اس کو پسند نہیں کرتا تھا کہ اس تبلیغی کام کے سلسلے میں کچھ زیادہ لکھا پڑھا جائے اور تحریر کے ذریعے اس کی دعوت دی جائے۔ بلکہ میں اس کو منع کرتا رہا۔ لیکن اب میں کہتا ہوں کہ لکھا جائے اور تم بھی خوب لکھو۔ مگر یہاں کے فلاں فلاں کام کرنے والوں کو میری یہ بات پہنچا کر ان کی رائے بھی لے لو"

چنانچہ ان نامزد حضرات کو مولانا کی بات پہنچا کر مشورہ طلب کیا گیا۔ ان صاحبان نے اپنی رائے یہ ظاہر کی اس بارے میں اب تک جو طرزِ عمل رہا ہے وہی اب بھی رہے۔ ہمارے نزدیک یہی بہتر ہے۔

اس کے بعد مولانا کو یہ بات پہنچائی گئی۔ مولانا نے دوبارہ فرمایا۔ ہم پہلے بالکل کس مپرسی کی حالت میں تھے کوئی ہماری بات سنتا نہیں تھا۔ اور کسی کی سمجھ میں ہماری بات آتی نہیں تھی۔ اس وقت یہی ضروری تھا کہ ہم خود ہی چل کر لوگوں میں پہلے طلب پیدا کریں۔ اور عمل سے اپنی بات سمجھائیں۔ اس وقت اگر تحریر کے ذریعہ

عام دعوت دی جاتی ۔ تو لوگ کچھ کا کچھ سمجھتے ۔ اور اپنے سمجھنے کے مطابق ہی راستے قائم کرتے اگر بات کچھ دل کو لگتی تو اپنی سمجھ کے مطابق کچھ سیدھی کچھ الٹی اس کی عملی تشکیل کرتے ۔ اور پھر جب نتائج غلط نکلتے تو ہماری اسکیم کو ناقص کہتے ۔ اس لئے ہم یہ بہتر نہیں سمجھتے تھے کہ لوگوں کے پاس تحریر کے ذریعے ہماری دعوت پہنچے لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اس کی مدد سے اب لوگ ہمارے کام کے طالب بن کر خود ہمارے پاس آتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ہم کو اتنے آدمی دے دئے ہیں کہ اگر مختلف اطراف میں طلب پیدا ہو اور کام سکھانے کے لئے جماعتوں کی ضرورت ہو تو جماعتیں بھیجی جا سکتی ہیں ۔ تو اب حالات میں بھی کس مپرسی والے ابتدائی زمانہ ہی کے طریق کار کے ہر ہر جزء پر جمے رہنا ٹھیک نہیں ہے ۔ اس لئے میں کہتا ہوں کہ تحریر کے ذریعہ بھی دعوت دینی چاہئے ۔

بعض مواقع پر مولانا نے اس قسم کا بھی اظہار فرمایا کہ اس وقت جس قسم کے کارکن ہمارے گرد جمع ہیں اس کے مطابق کام ہو رہا ہے اور دوسری صلاحیتوں والے لوگ آئیں تو کام میں مزید اضافہ ہو ۔

قلم کے ذریعے کے بارے میں مولانا کے جو خیالات تھے ان کو غالباً حسب ذیل طور پر بیان کیا جا سکتا ہے ۔

۱۔ کوئی تحریک جب نئی نئی شروع ہوتی ہے تو ایک اہم مسئلہ اس کے صحیح تعارف کا ہوتا ہے ۔ اس وقت ضرورت ہوتی ہے کہ داعی کی زبان بذات خود زیادہ سے زیادہ تعارف کا ذریعہ بنے ۔ مگر ایک وقت آتا ہے جب دعوت ساری فضا میں گونج اٹھتی ہے اور اس کی صدا سے سارا ماحول آشنا ہو جاتا ہے ۔ اس وقت غلط تعارف کا اندیشہ بہت کم ہو جاتا ہے ۔ کچھ الفاظ اصطلاح عام بن کر لوگوں کے ذہنوں میں جگہ حاصل کر لیتے ہیں ۔ اس وقت مقرر یا محرر کے الفاظ ہی دعوت کے تعارف کا کام نہیں کرتے بلکہ ان کے ساتھ سننے والے کا اپنا دہ ذہن بھی شامل ہو جاتا ہے جو پہلے سے اس دعوت کے بارے میں ایک تعارف سے آشنا ہو چکا ہے ۔ جب کوئی تحریک اس دوسرے مرحلہ پہ پہنچ جائے تو ان ابتدائی تحفظات کی ضرورت نہیں رہتی جو دعوت کے آغاز میں ضروری سمجھے گئے تھے ۔

۲۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہر تحریک کے کام کرنے کے سینکڑوں پہلو ہوتے ہیں ۔ مگر عملی طور پر تحریک انہیں کاموں میں حصہ کے لئے اس کے پاس کارکن موجود ہوں ایسا کام جس کے لئے کارکن ہی حاصل نہ ہوں اس کو چھیڑنے سے کیا فائدہ ہو سکتا ہے ۔ مولانا کا کام ابتداءً جس نقشہ کے مطابق چلا ایک لحاظ سے اگرچہ اس کی اہمیت یہ تھی کہ وہ بنیادی اور اصلی کام تھا ۔ مگر اس کے ظاہری ڈھانچہ میں اس واقعہ کا بھی دخل تھا کہ اس وقت جس نوعیت کے کارکن فراہم ہوتے وہ اسی ڈھنگ سے کام کو چلا سکتے تھے ۔ اب اگر تحریک کو پھیلاؤ حاصل ہو جاتا تو کام میں بھی اسی نسبت سے پھیلاؤ آئے گا ۔ جیسا کہ کارکنوں کی اقسام میں

پہلا کو بہول ہے۔

۴۔ مولانا نے ایک مرتبہ بہت قیمتی بات فرمائی۔ آپ نے فرمایا ایک طریقہ دین کی عمومی تعلیم و تربیت کا ہے۔ اور عمومی تعلیم و تربیت اسی طریقہ پر ہونی چاہئے۔ دوسرا طریقہ حالات و ماحول کی رعایت سے پیدا ہوتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں پہلے طریقہ میں دوامی قدر ہے۔ اور دوسرے طریقہ میں زمانی قدر۔

مولانا کے اسی ملفوظ کی روشنی میں ہم تصنیف و اشاعت کے کام کے بارے میں ان کے نقطہ نظر کو سمجھ سکتے ہیں۔ موجودہ زمانے میں تصنیف و تالیف کی بے حد اہمیت ہو گئی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آج علمی سطح پر جو مسائل چھڑے ہوئے ہیں ان کو صحیح طور پر کتابی شکل ہی میں ایک دوسرے کے سامنے لایا جا سکتا ہے۔ دورِ عباسیہ میں یونانی علوم کی اشاعت سے اسلام کے لئے بہت سے ذہنی مسائل پیدا ہو گئے ان کے جواب کے لئے علم کلام ایجاد ہوا۔ اور علماء نے قلم کے ذریعہ ان کا جواب دیا۔ اسی طرح دورِ جدید میں افکار و خیالات کا ایک نیا سیلاب امڈ آیا ہے۔ جو مختلف پہلوؤں سے اسلام کو چیلنج کر رہا ہے۔ ہمیں اسلام کی طرف سے ان کا جواب فراہم کرنا ہے۔ جہاں تک میرا خیال ہے مولانا الیاس صاحبؒ کا فکر اس کام کی اہمیت کو پوری طرح تسلیم کرتا ہے البتہ ان کے الفاظ میں اس کام کو ضرورت حادثہ کے تحت پیدا شدہ کام سمجھنا چاہئے۔ نہ کہ اس کو اصلی اور عمومی کام سمجھ لیا جائے۔ اسی طرح ضرورت حادثہ کی بہت سی اقسام ہو سکتی ہیں مگر سب کا استقصا یہاں مقصود نہیں ٭

بقیہ: ارشادات

بیٹھی تھیں مگر خیال آیا کہ دین کی نصرت کا وقت آپڑا ہے اسلام کو قربانی کی ضرورت ہے اور میں ٹھنڈی چھاؤں میں بیٹھا رہوں۔ لہٰذا جذبۂ صادقہ نے انہیں اٹھایا اور میدان جنگ میں لا کھڑا کیا۔ اللہ کریم نے ان کے ہاتھ سے خیبر فتح کرا دیا ہم بھی کمزور ہیں گنہ گار ہیں مگر کیسے خاموش بیٹھ سکتے ہیں۔ جب دین کو ضرورت ہے تو اللہ کے ہاں کیا جواب دیں گے

آپ دعا فرمادیں کہ اللہ کریم نصرت فرمادے اور دین کا غلبہ ہو مگر میں ارباب اقتدار پر یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ اب بھی وقت ہے سوچ لو، شریعت بل منظور کر کے بلا تاخیر نافذ کر دو۔ اگر اب بھی موقع گنوا دیا۔ اللہ کی بات کو نہ سمجھا تو یاد رکھنا نہ تم ہوگے اور نہ تمہارا اقتدار، خود بھی تباہ ہو جاؤ گے اور قوم و ملک کو بھی تباہ کر دو گے

مولانا محمد عبداللہ صاحب طارق رفیق ندوۃ المصنفین دہلی

سرجری اسلام کے قرونِ اولیٰ میں

امام الجراحین ابوالقاسم الزہراوی

(وفات ۴۲۷ھ - مطابق ۱۰۳۶ء)

چوتھی صدی ہجری کا اخیر اور پانچویں صدی ہجری کا شروع عہدِ اسلامی کی سرجری میں ایک انقلاب آفریں موڑ ہے جب کہ اسلامی طب کے آسمان پر ایک نیا سورج طلوع ہوا جس کی ضیا بار کرنوں نے صرف اپنی ہی دنیا کی شبِ تار کو صبحِ صادق نہیں بخشی بلکہ دور دراز کی سوئی ہوئی قوموں نے بھی اس کی کرنوں سے اپنے اندھیرے گھر روشن کئے۔ اور سچ پوچھئے تو آج بھی سرجری کے جسم میں جو حرارت موجود ہے وہ اسی کی شمسی حرارت کی رہینِ منت ہے۔ میری مراد فاضلِ جلیل امام ابوالقاسم خلف بن العباس الزہراوی القرطبی الاندلسی سے ہے۔ جو طبی دنیا میں ایک عظیم انقلاب کا عنوان ہے۔ جس کی علمی استقامتِ رائے اور محیر العقول علمی تجربات نے چاردانگ عالم میں اس کی شہرت کا ڈنکا بجوایا۔ اور اپنوں ہی نے نہیں بیگانوں نے بھی اس کا لوہا مانا۔ کیا مشرق اور کیا مغرب۔ کیا یورپ اور کیا ایشیا سب کی نظریں اس کی طرف اٹھ گئیں۔ اور اس کے بعد کے آنے والے عہد کی سرجری نے اس کے بنائے ہوئے خطوط پر اپنے فلک بوس محل کی بنیادیں رکھیں۔

ڈاکٹر ڈانلڈ کیمبل نے لکھا ہے:

" ابوالقاسم الزہراوی کی کتاب یورپ کی یونیورسٹیوں میں صدیوں تک پڑھائی جاتی رہی۔ زہراوی نے یورپ کی طب پر پانچسو سال حکمرانی کی ہے۔ اور اسی کے بل پر وہ سرجری میں یہ مقامِ بلند حاصل کر سکا۔ یورپ کی دانشگاہوں پر ۱۱۶۸ء میں زہراوی کی علمی تحقیقات کا اثر پوری طرح قائم تھا۔ زہراوی کی تعبیر اور اس کا بیان نہایت واضح اور مکمل تھا۔"

وہ کہتا ہے کہ:-

" اس کی غیر معمولی مقبولیت کا ایک خاص راز یہ بھی تھا کہ اس نے اعمالِ سرجری کو اپنی کتاب میں ان آلات کی تصویروں کی مدد سے سمجھایا تھا جو ازمنہ وسطیٰ (عہدِ اسلامی) میں

استعمال ہوا کرتے تھے "

وہ مزید کہتا ہے کہ :-

" اس اخیر دور کے اکثر آلاتِ سرجری زہراوی ہی کی کتاب کی تصویروں کی مدد سے تیار کیے گئے تھے
اس نے تو یہاں تک صاف گوئی اور حقیقت بیانی سے کام لیا ہے کہ وہ کہتا ہے۔

" یورپ کے اکثر سرجن زاہروی ہی کتاب کے خوشہ چیں ہیں۔ خصوصاً ایطالیہ کے سرجنوں نے تو اس سے بہت ہی زیادہ استفادہ کیا ہے " [1]

اسی طرح وہ کہتا ہے۔

" راجر بیکن " اور " گوئے ڈی شولیک " نے طب اور سرجری زاہراوی ہی کی کتابوں سے حاصل کی ہے " [2]

اور سل کہتا ہے۔

" تم غالباً ایک صفحہ بھی " ڈی مونڈویل " اور " گوئے ڈی شولیک " کی کتابوں کا ایسا نہ پاؤ گے کہ اس میں ابوالقاسم الزہراوی کا ذکر نہ ہو "

انسائیکلوپیڈیا آف برٹانیکا میں یہ اعتراف بہت واضح لفظوں میں موجود ہے کہ سرجری پر جتنے لوگوں نے کتابیں لکھی ہیں ان میں سب سے زیادہ شہرت الزہراوی نے پائی اور وہی پہلا شخص ہے جس نے خون کے روکنے کے لیے ربط شریان کا طریقہ ایجاد کیا ہے [3]

سرجری پر زہراوی کی تصنیف ابوالقاسم الزہراوی کی بہت سی تصانیف میں سے زیادہ شہرت " التصریف لمن عجز عن التالیف " کو ملی۔ بالخصوص مغربی دنیا میں یہ کتاب دو حصوں پر منقسم ہے علمی اور عملی۔ پھر ہر حصہ پندرہ ابواب پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کی شہرت کی اصل بنا اس کا وہ حصہ ہے جو سرجری کے مباحث پر مشتمل ہے۔ جیسا کہ اوپر عرض کر چکا ہوں کہ آج سرجری کو جا ہے جو بھی مقام حاصل ہو مگر اسلامی عہد میں یہ بات کسی طبیب ماہر فن، کمال نباضی اور اصابت مدعا کی توہین تھی۔ کہ وہ مرض کی صحیح تشخیص اور اس کے لیے صحیح علاج نہ کر سکے اور اسے جسم کے اندر جھانکنے کی ضرورت پیش آئے وہ لوگ [illegible]

خط کا مضمون بھانپ لیتے تھے لفافہ دیکھ کر

---

[1] ملاحظہ کیجیے ادبیں میڈیسن ج ۱ ص ۱۸۵ و ۱۳۱ (طبع لندن) [2] ایضاً ج ۱ ص ۱۳۴ [3] اسماعیل پاشا بغدادی، ہدیۃ العارفین ج ۱ ص ۳۴۹ (استنبول ۱۹۵۱ - ۱۹۵۵ طبع ۳)

اس لئے اس عہد میں بھی اگرچہ کتاب کی قدر تو ہوئی مگر صحیفہ آسمانِ طبابت بنا کر جس طرح یورپ اسے سر پر رکھے پھرا حاملان مصحف ربّانی نے اس کو وہ مقام نہیں دیا۔ اب آپ سے اس بات کو خواہ ان کا کمال کہئے یا ان کی ناقدری۔ مگر حقیقت یہی ہے [illegible]

لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ تا ملک [illegible] کبھی کسی کو [illegible] اخیر زمانہ میں جب سرجری کی مقبولیت بڑھی تو اور سب مسیحا پیچھے رہ گئے اور زہراوی مسند نشینی کا شرف لے اڑا۔

مجھے جہاں تک علم ہے ابھی یہ پوری کتاب کہیں نہیں چھپی۔ صرف اس کا سرجری سے متعلق حصہ مطبع نامی لکھنؤ سے "جراحۃ الزہراوی" کے نام سے طبع ہو چکا ہے[1]

اس میں زہراوی نے سرجری کی تمام چھوٹی بڑی قسمیں بیان کی ہیں یہ بحث تین ابواب پر مشتمل ہے۔

باب اول کیّ کے بیان میں | کیّ کی دو قسمیں ہیں۔ کیّ بالنار (آگ سے) اور کیّ بالدوا (تیز دواؤں سے)

باب دوم۔ فصد حجامہ۔ پھوڑوں اور تیر نکالنے وغیرہ کے بیان میں۔ اس میں ۹۶ فصلیں ہیں۔

باب سوم۔ ہڈی جوڑنے، اترے ہوئے اعضا چڑھانے اور وثی (موچ) درست کرنے کے بیان میں۔ اس میں ۳۴ فصلیں ہیں۔

ان تمام بحثوں کو مصنف نے اس انداز سے لکھا ہے کہ ایضاح و تفہیم اور بیان و تفصیل کا حق ادا کر دیا ہے عبارت اس قدر سہل اور عام فہم ہے کہ غیر فن داں بھی مضمون کو آسانی سے سمجھ لے پھر جو تصاویر دی ہیں انہوں نے تو بیان کو بالکل آئینہ کر دیا ہے۔

آلات سرجری | زہراوی نے سرجری کے آلات کی جو تصویریں دی ہیں ان سے وہ آلات بنانے میں تو سہولت ہو گئی۔ مزید فائدہ یہ ہوا کہ ہر آلے کی شکل دیکھ کر اس کا کار سمجھنا بھی آسان ہو گیا مثلاً اس نے

منقاش۔ موچنا یا نک چوٹی جو باریک چیزیں پکڑنے کے کام آتی ہے۔

مِسلط۔ دندانہ دار نکچوٹی　　　مقلاع الاسنان۔ دانت اکھاڑنے کا آلہ

مِقراض۔ قینچی　　　حقنہ (انیما کرنے کا آلہ)　　　مِنشار۔ آری

سکّین۔ چھری۔　　　ابرۃ عقفاء خمدار سوئی جس کا سامنے کا سرا مڑا ہوا ہوتا ہے۔

کلوب۔ خمدار سلاخ یا زنبور　　　مِبرد۔ ریتی، جو دانت یا ہڈی وغیرہ کو گھسنے کے کام آتی ہے۔

---

[1] بعد میں معلوم ہوا کہ اس کا ایک نہایت نفیس ایڈیشن چھپ گیا ہے [illegible]

مفصد ۔ نشتر جو فصد کھولنے کے کام آتا ہے۔ مبزغ (بالزای) چھوٹا نشتر (بالضاد) یہ بھی ایک قسم کا نشتر ہے۔ مجراف ۔ بیلچہ نما ایک آلہ ملقاط ۔ بہت چھوٹی چیزیں اٹھانے والی چمٹی

اور ان جیسی بہت سی چیزوں کی تصویریں دی ہیں جن کی مدد سے سرجری کا سامان تیار کرنے والوں نے یہ آلات بھی بنائے ۔ اور خود ہر آلے کی ساخت نے اس کا طریق استعمال بھی واضح کر دیا ۔

سرجری کی اصطلاحات اس نے سرجری کی بہت سی اصطلاحات بھی ذکر کی ہیں جیسے بسط ۔ قبض ، ربط شد ، مد ، بط ، جدع ، قطع ، قدح ، جرح ، بخس ، غمز ، جبر اور کسر وغیرہ ۔ یعنی پھیلانا ، سکیڑنا ، باندھنا اور کاٹنا وغیرہ ہر ایک کا موقع استعمال الگ ہے ۔ مثلاً کاٹنے کے لئے ان میں کئی لفظ ہیں اور ہر ایک کا موقع استعمال الگ ہے ۔

اسی طرح اعمال سرجری میں سے

کیّ الاجفان ۔ تشمیر العین ۔ قطع ورم اللہاۃ ۔ جرد الاسنان ۔ قطع الاسنان ۔ تشبیک اضراس متحرکہ ۔ شق الورم الشریانی والوریدی ۔ شق الخنازیر ۔ بزل الاستسقاء ۔ اخراج الحصاۃ بطنجراج الرحم ۔ اخراج الجنین المیت ۔ خرم البواسیر ۔ جراحۃ البطن ۔ خیاطۃ الامعاء نشر العظام ۔ قطع الاطراف ۔ جبر الترقوۃ وغیرہ

بہت سے اعمال کا ذکر ہے ۔ اور بیچ بیچ میں جگہ جگہ اپنے تجربات کا بھی ذکر کیا گیا ہے ۔

اس کتاب کے متعلق قدیم اہل فن کے خیالات ابن ابی اصیبعۃ جو ایک طرف مشہور مؤرخ طب ہے تو دوسری طرف وہ ایک باکمال طبیب بھی ہے اور ایک بڑے خاندان طبابت سے تعلق رکھتا ہے ۔ وہ کہتا ہے کہ یہ کتاب زہراوی کی تصانیف میں سب سے بڑی اور سب سے زیادہ مشہور کتاب ہے ۔ وہو تام فی معناہ اور اپنے مضمون میں نہایت مکمل کتاب ہے[1]۔

کشف الظنون میں کتاب کا تعارف کراتے ہوئے لکھا ہے کہ وہو کتاب کثیر الفائدہ[2]

علماء یورپ عام طور پر اس کتاب کی تعریف میں رطب اللسان ہیں ۔ وین ووح ۔ جوزف حیرز ۔ ولسیٹن فلڈ ۔ میکس نیوبرگر ۔ میکس سائمن ۔ براکلمن ۔ پیجل ۔ ڈ انگٹن ۔ گیری سن ۔ ڈانلڈ کیمبل اور ایڈورڈ جی براؤن وغیرہ نے اس کتاب کی خوبیوں اور کمالات کا دل کھول کر اعتراف کیا ہے ۔ اور اس سے یورپ نے بھرپور فائدہ اٹھایا ہے ۔ محققین نے مستقل طور پر اس کتاب کے تعارف پر مختصر اور مبسوط مقالے لکھے ہیں اس لئے ہم اس موضوع پر

---

[1] عیون الانباء ص ۵۰۱ دبیروت ۱۹۶۵ء [2] حاجی خلیفہ ، کشف الظنون ج ۱ ص ۴۱۱

اختصار سے ہی کام لے رہے ہیں ۔

اہلِ علم کی طرف سے کتاب کی خدمات

یہاں اختصار کے ساتھ یہ بھی دیکھتے چلئے کہ علماء مغرب نے اس کتاب کے ساتھ کس قدر دلچسپی اور انہماک کا معاملہ کیا۔ اس کے درس وتدریس کا ذکر تو اوپر آ ہی چکا ہے۔ اس کے متعدد زبانوں میں تراجم بھی کئے گئے ہیں۔ جیسے عبرانی۔ لاطینی اور انگریزی۔ چنانچہ اس کتاب کا دسواں مقالہ جو اعمال ید (سرجری) سے متعلق ہے۔ المقالۃ العاشرۃ فی اعمال الید۔ کے نام سے لاطینی ترجمے کے ساتھ پہلی بار ۱۷۷۸ء میں آکسفورڈ سے دو جلدوں میں شائع ہوا جس میں زہراوی کے قلم کی تصاویر بھی درج تھیں۔

اور اسی سرجری سے متعلق حصے کا ترجمہ بہت پہلے بارھویں صدی عیسوی میں جیرارڈو ڈاکریمونا جو مشہور اطالوی مستشرق ہے اور ستّر سے زائد عربی کتابوں کا مترجم ہے نے لاطینی زبان میں کیا ہے۔ یہ فاضل ۵۰۸ھ مطابق ۱۱۱۴ء میں پیدا ہوا۔ اور ۵۸۳ھ مطابق ۱۱۸۷ء میں فوت ہوا۔

دورِ آخر میں مسلم اطباء کی غفلت

نہایت افسوس اس بات کا ہے کہ دورِ آخر میں مسلم اطباء نے طب وعلاج کے جدید تقاضوں اور ترقی پذیر طریقہائے علاج کی طرف سے بہت زیادہ غفلت برتی اور طریقہائے علاج میں سب سے اہم ترین چیز سرجری تھی۔ جس کی طرف سے اس حد تک بے اعتنائی برتی گئی کہ وہ مکمل طور پر طب یونانی اور طب اسلامی سے باہر کی چیز سمجھ لی گئی۔ حالاں کہ اس کی حیثیت اس گم شدہ بچے کی سی ہے جو حادثاتی طور پر اپنے والدین سے جدا ہو گیا ہو۔ اور کسی اجنبی ماحول میں پل کر جوان ہو گیا ہو۔

ظاہر ہے تقاضائے انصاف یہی ہے کہ والدین کے سامنے جب بچے کا نام ونسب اور صحیح پتہ نشان ظاہر ہو جائے تو خواہ وہ کتنے ہی طویل عرصے کے بعد کیوں نہ ملے اس کو گلے سے لگا کر اپنے خاندان کا فرد بنا لیا جاتا ہے۔

اس اخیر دور میں ہماری غفلت وبے علمی کا یہ عالم ہو گیا تھا کہ دوا کے نام پر تو چند مفردات کے عصارے اور جوشاندے پینے یا چند معاجین وخمیرہ جات چاٹ لینے پہ اکتفا کر لیا گیا اور سرجری کے نام پر بس موچ ٹھیک کر لینے، ہڈی ٹوٹی پر محض ظن وتخمین سے اس کو سیدھا کر کے چند کھپچیاں باندھ دینے یا کوئی چھوٹا موٹا پھوڑا پھنسی چیر دینے کو کافی سمجھ لیا گیا ہے۔

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ دنیا کی ہر چیز پر، ہر نظریہ، ہر قوم، ہر تہذیب، ہر علم وفن حتیٰ کہ ہر مذہب کے پیروؤں پر عروج وزوال کے سائے پڑتے رہتے ہیں جس کو پیغمبر آخر الزمان نبی امی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کے متعلق پیشین گوئی کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ

ان اللہ تعالیٰ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا [1]

---

[1] رواہ ابوداؤد والحاکم والبیہقی فی کتاب المعرفۃ عن ابی ہریرۃ۔ قال الحافظ العراقی۔ فتح القدیر ج ۲ صہ ۲۸۱

یعنی خدائے تعالیٰ نے امت مسلمہ کے لئے یہ طے کر دیا ہے کہ اس امت میں ہر صدی میں کوئی نہ کوئی ایسی شخصیت سامنے آتی رہے گی جو اس کو حیاتِ نو بخشے گی۔ اور غفلت و کوتاہی کو ختم کر کے اس کو پھر مرکز سے قریب لے آیا کرے گی۔

اس اصول کی روشنی میں یہ بات تو لازمی ہے کہ ہر علم و فن پر زوال و انحطاط کا سایہ پڑے۔ خواہ وہ کتنا ہی جاندار اور بقاء و زیست کی صلاحیتوں سے کتنا ہی مالا مال ہو۔ مگر اس کے احیاء و تجدید کی کوشش بہر حال ضروری ہے۔ دنیا کے مختلف علوم و فنون کی تاریخ کے مطالعے سے کچھ یہ بات بھی سمجھ میں آتی ہے کہ قدرت نے علم و حکمت اور فضل و کمال اور انسانیت کی خدمت کے بارِ امانت کو جو انسانیت کے کاندھوں پر رکھا ہے تو قدرت ہمیشہ کچھ عرصے بعد اس کو کاندھا بدلنے کی مہلت بھی بخشتی ہے۔ یہ بار اگر وہ کچھ عرصہ کلدانیوں کے کاندھے پر رکھتی ہے تو اس کے بعد یونانیوں کو بھی اس کا موقع دیتی ہے۔ اور جب انسانیت کا یہ کاندھا تھک جاتا ہے تو پھر عرب اور اہل اسلام کے مستعد اور توانا کاندھے سامنے آتے ہیں۔ مگر جمود و خمود اور اختلال و اضمحلال سے تو سوائے رب ذوالجلال کے کسی کو چارہ نہیں۔ آخر ان میں بھی ضعف آیا اور پھر یہ بارِ علم و حکمت اہل یورپ کی طرف منتقل ہوا مگر زمانے کے تیور یہ بتا رہے ہیں کہ اہل اسلام کا کاندھا سستا کر اور آرام لے کر پھر سے مستعد ہو رہا ہے۔ اور خواب غفلت سے بیدار ہو کر آنکھیں ملتا ہوا یہ پھر میدان میں اترنا چاہتا ہے۔

اس خاص موقع پر میں نے ضروری سمجھا کہ اپنے محدود علم و مطالعے کی حد تک ان کے ماضی کی شمعوں سے آئینہ دکھا کر ان کے مستقبل کے لئے روشنی کا سامان کروں۔ تاکہ اپنے بزرگوں کے کارناموں کو دیکھ کر کچھ حوصلہ بلند ہو۔

يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ۔[1] (سورۂ نساء)

اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ تمہارے سامنے صاف صاف بیان کر دے اور تمہیں ان لوگوں کی راہ دکھا دے جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں۔

---

[1] سورۂ نساء آیت ۲۶

ماہنامہ "النعمان" | دارالعلوم نعمانیہ اتمان زئی تحصیل چارسدہ۔ ضلع پشاور

دارالعلوم نعمانیہ اتمان زئی چارسدہ، قدیم مدرسہ ہے اور یوم تاسیس سے اشاعت تبلیغ دین تعلیم و
...لیس اور دین کے مختلف شعبوں میں مصروف خدمت ہے۔ دور افتادہ اور خالص پشتو میں ہونے کی وجہ سے
...ہنامہ النعمان (اردو) کا اجرا علوم نبوت کی کرامت ہے۔

محرم سے اب تک چھ پرچے منظر عام پر آچکے ہیں۔ مدیر النعمان مولانا روح اللہ کی ادارتی تحریریں اور مضامین
...علمی و تبلیغی اور اشاعتی افادیت مولانا محمد ادریس حقانی کا سلسلہ مضامین، نافع اور ادبی لکھنے پڑھنے
...العاتی ذوق رکھنے والوں کے لئے قابل استفادہ اور نفع بخش ہے۔

ہماری دعا ہے کہ باری تعالیٰ النعمان کو صرف صوبہ سرحد اور مملکت پاکستان ہی میں نہیں بلکہ پوری ملت
...لئے باعث ہدایت اور مینارۂ نور بنا دے۔ (ع۔ق۔ح)

شرح الکافیہ (عربی) | تالیف عثمان بن عمر المعروف بابن الحاجب۔ صفحات ۱۳۸۔ قیمت درج نہیں۔
... سعید کمپنی۔ ادب منزل۔ پاکستان چوک کراچی۔

کافیہ، نحو کا مشہور متن اور درس نظامی کی معروف کتاب ہے جو طلباء علوم دینیہ کے خصوصی توجہ، محنت و مطالعہ
...تکرار و حفظ قواعد اور پڑھانے والے اساتذہ کے لئے بھی خصوصی محنت و مطالعہ کا مرکز بنی رہتی ہے ویسے
...فیہ کی افادیت کے پیش نظر اس کی دسیوں شروحات لکھی گئی ہیں۔ مگر علی العموم اکثر شارحین سے شرح کے دوران
...سے ننگر بن جاتی ہے۔ اور بعض اوقات شارحین ایسے سوالات و جوابات، نقطے اور صاحب متن سے منسوب
...ت و احتمالات کا ذکر کرتے ہیں جو بیچارے صاحب متن کے حاشیۂ خیال اور وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتے۔
...صرہ کتاب شرح الکافیہ اس لحاظ سے منفرد اور امتیازی خصوصیت کی حامل ہے کہ خود صاحب متن کی اپنی
...یف ہے۔ جو اختصار کے باوجود حل کتاب میں مفید اور ضروری مسائل کو جامع ہے۔ مدرسین اور باذوق
...کے لئے ایک گراں قدر علمی تحفہ ہے۔ اگر اہل علم اپنے نادر اور مفید مطبوعات کی قدر افزائی کریں گے تو ناشرین

کی حوصلہ افزائی ہوگی اور مزید نوادرات اور ایسے علمی سوغات، علم دوست ہاتھوں میں پہنچتے رہیں گے (ع۔ق)

فاضل بریلوی کے فقہی مقام کی حیثیت — از مولانا سید حامد میاں صاحب۔ صفحات ۱۰۴۔ قیمت درج نہیں۔
پتہ۔ مدرسہ تجوید القرآن رحمانیہ۔ خانوخیل ضلع ڈیرہ اسماعیل خان۔

ایک خاص طبقہ نے فاضل بریلوی احمد رضا خان کی فقہی عظمتوں، شخصی تقدس اور امامت و سیادت اس قدر ڈھنڈورا پیٹا کہ ان کے جال میں پھنسنے والے سادہ لوح عوام الناس نے اسے اپنا ہادی و ملجا، مشکل کشا حاجت روا، الثانی پیشوا، اور خدا جانے کیا سے کیا یقین کر لیا ہے۔ اسی اندھی تقلید اور نری عقیدت نے اس عقیدت مندوں کو بھی علماء دیوبند، علماء ندوہ اور علماء حق سے متنفر کیا۔ اور اس کے تکفیری فتووں کی وجہ سے عوام حق سے گریز کی راہ اختیار کی

مگر الحمد للہ کہ المہند علی المفند سے اس کی قلعی کھل گئی اور اب زیر تبصرہ کتاب کے سامنے آنے نے موصوف کے فقہی مقام، فقہ سے مناسبت و اہلیت اور چند ایک فتووں کے نمونوں سے اصل حقائق امت پر واضح ہو گئے ہیں ع

أَفَرَسٌ تَحْتَ رِجْلِكَ أَمْ حِمَارٌ

مدرسہ تجوید القرآن رحمانیہ نے اس کتابچہ کو خوبصورت اور دیدہ زیب سرورق، عمدہ کتابت اور اعلیٰ طباعت کے ساتھ شائع کر دیا ہے۔ (ع۔ق۔ح)

ماسٹر محمد عمر خان گڑھ

روحِ انتخاب
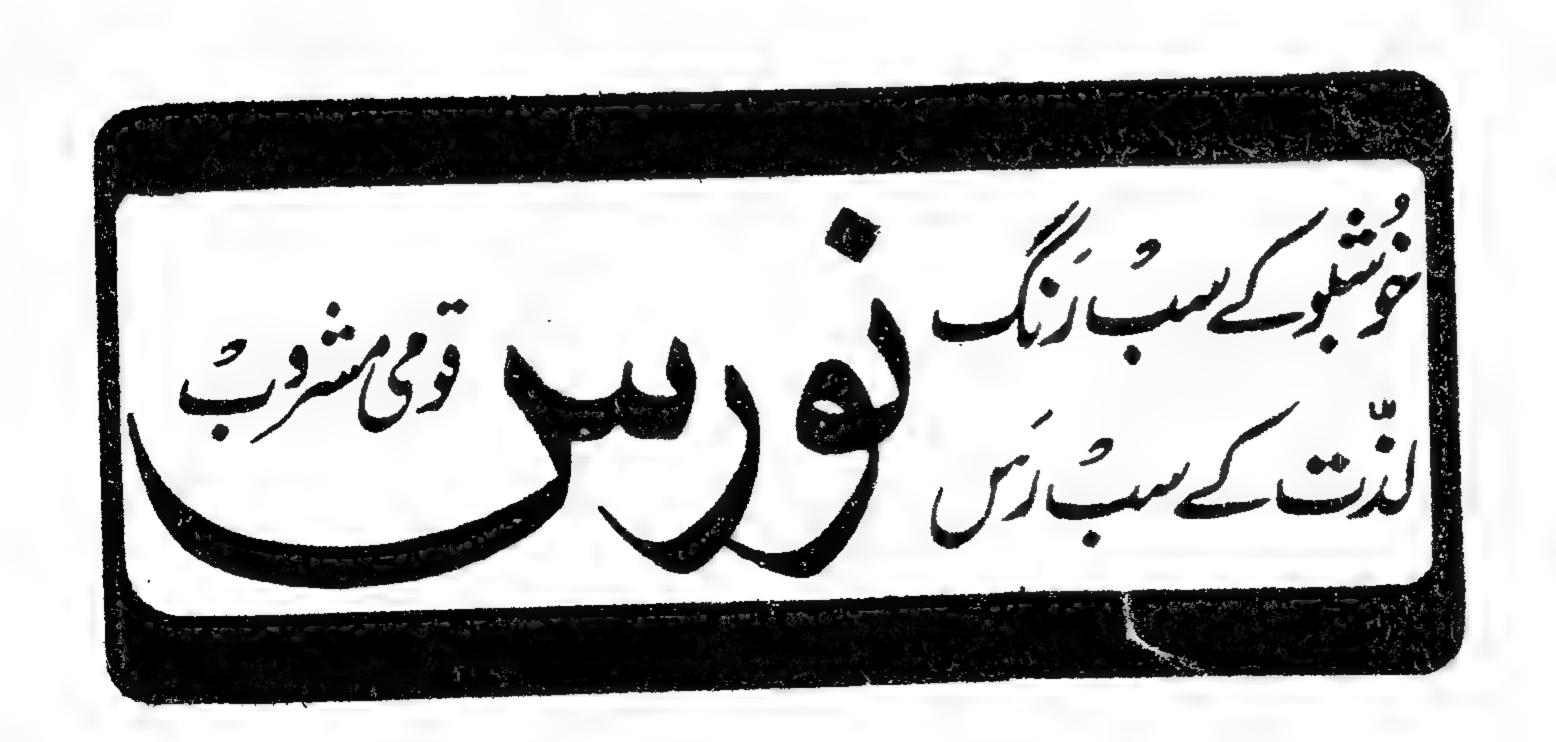
حاصلِ مطالعہ

وہ عظیم فاتح امیر تیمور نے ایک ہنگامی اور فوری پیغام روانہ کرتے ہوئے قاصد کو حکم دیا راہ میں جہاں کا گھوڑا بھی مل جائے اس پر بیٹھ کر فوراً روانہ ہو جاؤ۔ قاصد ابھی تھوڑے ہی فاصلہ پر پہنچا تھا کہ ایک خیمہ نصب ہوا دکھائی دیا۔ خیمے کے در پر چند گھوڑے موجود تھے۔ قاصد نے ان میں سے ایک گھوڑا کھولا اور اس پر سوار ہونے ہی والا تھا کہ چند آدمی خیمے سے نکلے اور قاصد کو چور سمجھ کر پیٹنا شروع کر دیا۔ اس نے بتایا میں امیر تیمور کا قاصد ہوں اور اس کے شاہی حکم کے مطابق کہ میں جس کا گھوڑا پکڑ کر روانہ ہو جاؤں۔

اُن لوگوں نے جواب دیا کہ تو بھی کان کھول کر سن لے۔ یہ گھوڑے ہمارے امیر علامہ سعد الدین تفتازانی کے ہیں اگر تو اپنی خیر چاہتا ہے تو فوراً یہاں سے بھاگ جا۔ اور یہ بات اپنے امیر کو جا سنا۔ وہ واپس آ کر امیر تیمور کو سارا عرض حال سنائی۔ امیر تیمور نے ساری بات سن کر جواب دیا افسوس میں اس شخص کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا میں جس شہر میں فاتحانہ داخل ہوتا ہوں تو پتہ چلتا ہے کہ علامہ سعد الدین تفتازانی کے قلم نے اس شہر کے لوگوں کو تلوار سے پہلے فتح کر رکھا ہے۔

ٹوٹا ہوا پتھر (مولانا ابوالکلام آزاد)

لال قلعہ کی سیر کرنے والا جب اس کی بلند و بالا عمارتوں سے گذر کر میوزیم میں پہنچتا ہے تو وہاں چیزیں دیکھنے کو ملتی ہیں۔ ان میں ایک ٹوٹا ہوا پتھر بھی ہے جو ایک کونے میں رکھا ہے اس پتھر پر کسی خاص محل کا کتبہ کندہ ہے۔ جو ۱۶۴۲ء میں مغل شہنشاہ نے بنوایا تھا۔ مگر یہ خاص محل آج کہیں موجود نہیں۔ البتہ یہ پتھر کسی پرانے قلعہ میں پڑا ہوا پایا گیا تھا۔ وہاں سے اٹھا کر اس کو لال قلعہ کے میوزیم میں رکھ دیا گیا۔ اس ٹوٹے ہوئے پتھر پر جو فارسی قطعہ درج ہے اس کا ایک مصرعہ یہ ہے ؏

ہمیشہ باد بزیر سپہر بوقلموں

یعنی خاص محل تعمیر کرنے والے شہنشاہ کی سلطنت آسمان کے نیچے ہمیشہ قائم رہے۔ مگر آج نہ خاص محل ہے نہ بادشاہ۔ صرف ٹوٹا ہوا پتھر اس بات کی یادگار کے طور پر باقی ہے۔ کہ کسی بادشاہ نے تین سو سال

پہلے ایک شاہی محل تعمیر کرایا۔ جب بھی کسی زمین پر سلطنت حاصل ہوئی تو اس نے یہی سمجھا کہ وہ ہمیشہ ہمیشہ کا حکمران رہے گا۔ مگر زمانے نے کسی بادشاہ کے اس خیال کی تائید نہیں کی۔ مگر حیرت انگیز بات یہ ہے کہ اگلا حکمران جو پچھلے حکمران کے ٹوٹے ہوئے پتھر کو میوزیم میں رکھ دیتا ہے وہ بھی اس غلط فہمی میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ اس کی حکومت بھی ہمیشہ زمین پر باقی رہے گی۔

سلطان کا جواب | سلطان ناصر الدین محمود بن التمش المتوفی ۶۶۴ھ اپنے ذاتی مصارف کا بار شاہی خزانہ پر نہیں ڈالتا تھا بلکہ اپنے تمام اخراجات قرآن حکیم کی کتابت سے پورے کرتا تھا۔ امور خانہ داری کے لئے سوائے ان کی بیوی کے کوئی خادمہ نہیں تھی۔

ایک دفعہ ملکہ نے شکایتاً عرض کیا کہ روٹی پکانے میں میرے آبلے پڑ گئے ہیں۔ بیوی کی یہ تکلیف سن کر سلطان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور گلوگیر آواز میں کہا۔

"صبر کن تا خدائے تعالیٰ در آخرت نتیجہ شائستہ دہد" صبر کرو تا کہ خدائے تعالیٰ آخرت میں بہتر نتیجہ دیں۔

قاضی کا فیصلہ | ایک دفعہ ایک امیر لڑکے نے سلطان محمد تغلق رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۷۵۲ھ کے خلاف قاضی کی عدالت میں دعویٰ کیا کہ سلطان نے مجھے بلا سبب مارا ہے۔ قاضی نے فیصلہ کیا کہ سلطان یا تو لڑکے کو راضی کریں ورنہ قصاص دیں۔ ابن بطوطہ (عمر بن عبید اللہ ابن بطوطہ) مشہور سیاح لکھتا ہے۔ کہ میں نے خود دیکھا سلطان نے دربار میں لڑکے کو بلایا اور اس کے ہاتھ میں چھڑی دی اور قسم دلا کر کہا کہ تم اپنا بدلہ لے لو جس طرح میں نے تجھے پیٹا تھا تم بھی مجھے مارو۔ اس کے بعد لڑکے نے سلطان کو اکیس چھڑیاں ماریں یہاں تک کہ ایک مرتبہ سلطان کی ٹوپی سر سے گر پڑی۔ (سفرنامہ ابن بطوطہ ص ۱۴۸)

مانگو تو سہی | شیخ التفسیر مولانا محمد ادریس کاندھلوی نے جامعہ خیر المدارس کے سالانہ جلسہ میں تقریر کے دوران فرمایا۔ ایک دن حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرما رہے تھے کہ جس کسی نے مانگنا ہو اپنی زنبیل لے کر اللہ کے دروازے پر مانگے۔ خداوند تعالیٰ ضرور کرم فرمائیں گے۔ مجلس میں ایک شخص نے جو وہاں موجود تھا عرض کیا۔ حضرت! اگر کسی کے پاس زنبیل نہ ہو تو پھر کیا کرے۔ فرمایا رب تعالیٰ کے دربار میں مانگو تو سہی انشاء اللہ جب مانگو گے تو زنبیل بھی وہاں سے مل جائے گی۔ بھیک بھی وہاں سے مل جائے گی۔

Star's
TREVIRA®

ANOTHER TWINKLING ADDITION IN THE GALAXY OF STAR FABRICS

AND IT'S ·SANFORIZED·

- BLENDED FABRICS
- CREASE RESISTANT
- WASH-N-WEAR
- MERCERISED

Star TEXTILE MILLS LTD., KARACHI
makers of the finest poplins

Crescent Communications Internat'o

STM-1/79

ٹی سی پی
ایک کامیاب بین الاقوامی رابطہ
TCP
ہماری ضمانت
• بروقت ترسیل
• مناسب قیمتیں
• بہترین خدمات
• معیاری کوالٹی کنٹرول
ٹریڈنگ کارپوریشن آف پاکستان لمیٹڈ
پریس ٹرسٹ ہاؤس۔ آئی آئی چندریگر روڈ۔ کراچی۔ پاکستان
ٹیلیفون: ۱۹-۵۱۵-۲۱ (۵ لائنیں)، ٹیلیگرام TRACOPK ٹیلیکس: 2784 TCP PK
ORIENT

ٹینڈر نوٹس

سرحد ڈویلپمنٹ کارپوریشن جنگلات کو اپنے مندرجہ ذیل روڈ سائڈ ڈپوؤں سے چکدرہ ٹمبر مارکیٹ اور را موڑہ فیکٹری تک لکڑی کی ڈھلائی بمعہ لدائی اتارائی کے لئے ٹینڈر مطلوب ہیں۔ جو کہ زیر دستخطی کو مورخہ ۲۲ اپریل ۱۹۸۶ء بوقت ۱۲ بجے دن تک پہنچ آنے چاہئیں۔ مزید معلومات دفتر ہذا سے کسی بھی دن دوران اوقات کار حاصل کی جا سکتی ہیں۔

لاٹ نمبر	نام روڈ سائڈ ڈپو	گیلی جات مکسر فٹ	سلیپران مکسر فٹ	تعداد بلہ جات	زر بیعانہ
37/M 40/M	اسان بیخ	60,000	1,000	200	10,000/-
26/M 27/M	بُرتو	60,000	1,000	200	10,000/-
95/M	دسیان پل	60,000	1,000	200	10,000/-

مختصر شرائط:-

۱۔ کارپوریشن کسی بھی وقت اپنے ٹرکوں کے ذریعے ڈھلائی کر سکتا ہے۔

۲۔ ڈپو تک سڑک بنوانا اور اسے قابل استعمال رکھنا کیرج ٹھیکیدار کے ذمے ہوگا۔

۳۔ کارپوریشن وجہ بتائے بغیر کسی ایک یا سارے ٹینڈروں کو منظور یا نامنظور کرنے کا حق محفوظ رکھتا ہے۔

منیجر فارسٹ اپریشن

سرحد ترقیاتی کارپوریشن جنگلات

مالاکنڈ سرکل سیدو شریف

سوات

INF (P) 879

ہڑپا سے برآمد ہونے والا ایک منقش مٹکا